Ujalat-ul-Halah.
by
Karim uddin

رسالہ مسمی عجالۃ العلالہ علم عروض کا زبان اردو مین تالیف کیا ہوا مولوی کریم الدین صاحب کا چند کتابون

علم عروض سی مشتمل اور بہت مسایل مشکلہ علم عروض کے ہی

Oojalutool ilaluh

a treatise on Prosody,

Compiled in Urdu

by Moulvee Kureemooddeen Saheb,

from different works on the same.

1845

उजालतुलउलाला

ये रिसाला इल्मउरूस का जबान उरदू मे तालीफ किया हुवा मौलवी करीमुद्दीन का चंद किताबों इल्मउरूस्से मिला हुवा बहोत उपर बहोत मसायल मुश्किले इल्मउरूस के है। दिल्ली मे काजी के होज पर छापेखाने रफाह आम मे छापा गया॥

مطبع رفاہ عام واقعہ حوض قاضی دار السلطنت شاہجہان آباد مین باہتمام مولوی کریم الدین صاحب

سی ۲۶ تاریخ ماہ مئی ۱۸۴۵ع کو چھاپہ ہوا

فہرست مطالب عجالۃ العلالہ

فہرست مطالب عجالۃ العلالہ

عجالة العلالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چونکہ زبان محدث بیان الکسانکی طاقت بیان حمد جناب منان کی نہین رکھتی اسلیے
اس دریاے ناپیدا کنار سے بکلی ہیچ خدمت دوستون راسخ العقاد کی دو تین کلمہ ضروری بندہ
کریم الدین پانی پتی عرض کرتا ہی کہ چونکہ اکثر لوگون کو شوق اردو شعر کہنے اور سننے کا ہے
اور سبب کم واقفیت علم عروض کی یہ لوگ نقصان شعری نہین سمجھتے اور نہ تقطیع شعر
نہ اوسکا بحر بیان کر سکتے ہین اسلیے اس عاجز نے واسطے مبتدیان اور ناواقفین اس فن کی
چند کتب عروض سے مسایل منتخب کر کے رسالہ مسمی عجالة العلالہ زبان اردو مین تالیف
کیا اگر احیانا بموجب قول متعارف الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کسی جاے خطا
واقع ہوئے ہو تو علم اصطلاح سے بنا دین اور مطعون نفرماوین یہ کتاب مشتمل ایک مقدمہ دو تین
عجالون اور ایک خاتمہ پر ہے

مقدمہ

اس بیان مین کہ شعر کو شعر کیون کہتے اور اسکی معنی کیا ہین اور حاجت علم عروض کی کیون
ہوی اور واضع اسکا کون ہی اور عروض کے کیا معنی ہین اور وجہ تسمیہ اسکی کیا ہی ---- اد

شاعر کی کیا معنی ہین — اور بیت اور مصرعہ اور صدر اور عروض اور ابتدا اور ضرب —
اور حشو کسکو کہتی ہین اور فرد — اور غزل — اور قصیدہ — اور تشبیب — اور قطعہ
— اور رباعی — اور مثنوی — اور ترجیع بند — اور مسمط — اور مستزاد — اور ردیف اور رجز
کیا ہوتی ہین ہر ایک کے معنی اور مثال معہ بیان مفصل کی اس مقدمہ مین لکھی جاتی ہین

بیان معنی شعر

شعر لغت مین جاننی اور دریافت کرنیکو کہتی ہین — اور اصطلاح مین جو کلام موزون ہو
کہ اوسکی قایل نے قصد موزونیت کیا ہو بامعنی اوسکو شعر کہتی ہین

فوائد قیود

کلام سی مراد سخن ہی عام ہی کہ مع الاسناد ہو یا نہ ہو جو مصطلح نحویون کا ہی اگر وہ اعتبار کرین
اور یہ کہین کہ کلام وہ ہی جو مرکب ہو دو کلمون سی مع الاسناد تو شعر معنی سی خارج ہو جاوے
کا یہ داغ ہجر انسی ہائی نکی * آتش غم سی تند خو ہونکی — کیونکہ یہ شعر تمام جب
ہوتا ہی کہ اسکی آگی یہ کہا جا کہ ہم جان بلب ہین اور یہ لفظ اس شعر مین نہین ہین
تو گویا ترکیب مع الاسناد نہ پائی گئی اور حالانکہ اسکو شعر کہتی ہین پس ثابت ہوا
کہ کلام سی مراد سخن ہی — اور جو کلام موزون نہو — اوسکو بھی شعر نہ کہینگے — اور
اگر شعر قافیہ نرکہتا ہوگا اوسکو بھی شعر نہ کہینگی — معنی کی قید اسواسطی لگائی کہ جو کلام
موزون مقفی ہو لیکن بےمعنی ہو اوسکو بھی اصطلاح مین شعر نہین کہتی — واضح ہو کہ
عروضیون نے قید بامعنی کی ہرچند لگائی ہی لیکن بےمعنی پر بھی اطلاق شعر کا آیا ہی — مثلا یہ شعر
شیرازہ بند نغمہ بلبل کا جوش ہی " باد صبا مقطرہ گلفروش ہی ظاہر مین
ہرچند کہ الفاظ پاکیزہ نظر آتی ہین لیکن حقیقت مین اگر اسکی معنی سوچی تو کچھ نہین بن سکتی علی ہذا

علي ہذا القياس يہہ شعر پہلي تو روغن گل ہنس کي انڈي کي نکال پہر دو
جتني ہين گل ہنس کي انڈي سي نکال — يہہ اشعار تو البتہ الفاظ مستعملہ رکہتي ہين بعضي
شاعرون ني ايسي مہمل شعر کہين ہين کہ اونکي الفاظ بہي مہمل استعمال کيي ہين پس اس
قسم کي شعرون کو بہي شعر کہتي ہين اس مطلب کي اثبات دو سندين ہين ايک
يہہ کہ کسي بادشاہ کي فرمايش سي کسي شاعر ني ايک خمسہ مہمل مولوي نظامي کي خمسہ کے
جواب مين کہا تہا يہہ بات مشہور معروف ہي ليکن اس سند مين کچہہ تامل ہي — دوسري
يہ کہ لوگ يون بولتي ہين کہ يہہ شعر مہمل ہي يعني بيمعني ہي بہر تقدير اطلاق شعر کا مہمل پر آيا ہي
— اب يہہ بات قابل بيان ہي کہ بيان متقدم سي يہہ واضح ہوتا ہي کہ اطلاق شعر کا
اگر مصرعہ پر کرين تو يہہ بہي درست ہي ليکن لوگ ايکمصرعہ کو شعر نہين کہتي ہين اسکے
دو جواب ہو سکتي ہين — اوّل يہہ کہ عادت شعرا کي چونکہ اکثر اسطرح پر جاري
ہي کہ ايک مصرعہ کم کہتي ہين بلکہ بيت اکثر کہتي ہين اسليئي شعر بيت ہي کو مجازا
باعتبار عادت جاريہ کي بولتي ہين اور حقيقت مين ايک مصرعہ بہي شعر ہي يا
جواب يہہ دينا چاہيئي کہ دو اصطلاح ہوني مين کونسي خرابي ہي جايز ہي کہ باعتبار
اول اصطلاح کي مصرعہ کو بہي شعر کہين اور باعتبار دوسري اصطلاح کي شعر اوس
کلام موزون کو کہين کہ دو قافيہ رکہتي ہو — واضح ہو کہ ہمني موزونيہ کو قصد کے
سات متعلق نہين کيا ہي بلکہ ہمني تعميم کي ہي يعني عام ہي اوسکي قايل ني قصد موزونيہ
کا کيا ہو يا نہ کيا ہو اوسکو شعر کہين گي اس تعميم کا يہہ فايدہ ہي کہ مثلاً فرض کرو ايک
شخص ني غور اور فکر کي کلام مقفي کہتا ہوا چلا گيا يا کچہہ لکہتا ہوا بيخبر موزون چلا
گيا بعد اوسني جو ديکہا تو وہ کلام موزون اور قافيہ دار تہا اب اسکو شعر کہين گي

مرجز یا نثر نہین کہتی پس اس قسم شعر اس تعریف سی داخل تعریف ہو گئی اور تعریف

جامع و مانع رہی — اگر معترض کہی کہ تعریف مانع دخول غیر سی نہین کیونکہ اس قسم

کی اکثر نثر مین مثلاً آئتین قران شریف مین اکثر اسطور پر واقع وارد ہوئی ہین جیسی

الایہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا اور کل حزب بما لدیہم

فرحون ۞ اور ثانی اثنین اذ ہما فی الغار ۞ اور ثم اقررتم

وانتم تشہدون ۞ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم

موزون ہین مناسب ہی کہ شعر کہین حالانکہ نہین کہتی علی ہذا القیاس حدیث

شریف مین بہی وارد ہوئی ہین حدیث الکریم ابن الکریم ابن الکریم

ابن الکریم ۞ یوسف ابن یعقوب ابن اسحاق ابن ابراہیم

۞ اور انا النبی لا کذب ۞ انا ابن عبد المطلب اور کوئی شخص

آج تک انکی شعریت کا قایل نہین ہوا جواب دینا چاہیی کہ فی الواقع انکو نثر اور مرجز

ہی کہتی ہین اور سبب نہ کہنی شعر کا یہہ ہی کہ ہرچند کہ شعر کی مفہوم مین تو مبالغہ نہین ہی کیونکہ

اگر کوئی شخص شعر کہی اور اوسمین راست راست باتین بیان کری تو اوسکو بہی شعر

ہی کہین گی لیکن اطلاق شعر کا اول آیات اور احادیث پر جو موزون وارد ہوئی ہین

مین اسلئی نہین کرتی کہ اکثر مضمون شعری مین مبالغہ اور کذب ہوتا ہی بلکہ جس

مین مبالغہ نہین وہ پسند طبع اذکیا کی نہین ہوتا پس گویا شعر نام مبالغہ کا ہو گیا ہی

اور آیات و احادیث کذب اور مبالغہ سی پاک و صاف ہین اسلئی اطلاق شعر کا

ان پر کرنا جایز نہین

بیان حاجت علم عروض

واضح ہو کہ چونکہ شعر ایسی کلام موزون مقفی کو کہتی ہین کہ اوسکی قایل نی قصد موزونی

ہو تو پوچھی اوسکی کا کیا ہو تو لابد اور ضرور ہوا کہ موزون کی لیے کوئی میزان ہو جسسے
زیادتی اور نقصان شعر کو دریافت کرسکیں اور میزان شعر کی بجز علم عروض کی اور کوئی
تصور نہیں ہوتی پس ضرور ہوا جاننا علم عروض کا — معترض کو پہنچ سکتا ہی یہہ بھی کہ
حاجت اس تقریر سی ثابت ہوئی مگر یہہ بیان حاجت موقوف اوپر سمجھنی شعر مصطلح کی
کی ہی اسواسطی ایک اور وجہ بیان ہوتی ہی وہ یہہ ہی کہ عقل ایک ایسا جوہر لطیف ہی
اوسکو جتنا صفا کرین گی اوتنا ہی وسمین علم اور ادراک حاصل ہوگا اور نفس کی چونکہ
غذا ثبات اور ادراکات مین تو انکا فراہم کرنا واسطی نفس کی ضرور ہی لیکن اونکی فراہم
کرنی مین جبتک عقل کو دخل نہ ہوگا کسی طرح تمیز اچھی کو بری سی نہین کرسکیگا اور جملہ
ادراکات سی اشعار کا سمجھنا اور ذہن مین لانا بھی ہی پس جبکہ ثابت ہوا کہ کوئی مضمون شعر کی
شکل آیا تو اوسکی سمجھنی کی لیے عقل کو دخل دینا ضرور ہی تاکہ وہ تمیز کری اچھی کو بری سی اور
مضمون شعر کا اچھا یا برا سمجھنا موقوف ہی اچھی یا بری سمجھنی شعر کی اور شعر کا سمجھنا موقوف
ہی اوپر دریافت کرنی وزن اور بحر کی اور بحر کا اچھا یا برا سمجھنا موقوف ہی اوپر چند قاعدون
مقرری کی سمجھنی پر جنکی مجموعہ کا نام علم عروض ہی پس ثابت ہوئی حاجت علم عروض کی

بیان واضع

واضع اس علم کا خلیل ابن احمد بصرہ کا رہنی والا ہی مگر اس علم کی جاۓ الہام مین اختلاف ہے
بعضی کہتی ہین کہ خلیل ابن احمد مکہ معظمہ مین رہتا تھا جبکہ الہام اس علم کا اوسکو ہوا
— بعضی کہتی ہین بصرہ ہی مین یہہ علم مقرر کیا گیا ہی

تعریف عروض کی

علم عروض نام مجموعہ چند قاعدون مقررہ کا ہی جنسی ارکان اشعار کی معلوم کرین اور صحیح کو سقیم سی

سکی تمیز اسمین اور سالم اور مزاحف کو دریافت کرین اور موزون ناموزون معلوم
کر لیا کرین

بیان وجہ تسمیہ

وجہ تسمیہ اس علم کی مین بہت اختلاف ہی بعضی کہتی ہین کہ خلیل ابن احمد مکہ معظمہ
مین تہا کہ اوسکو الہام اس علم کا ہوا اور عروض چونکہ ایک نام تہا اسما مکہ کی اسلیی
خلیل ابن احمد نی تیمناً اور تبرکاً اس علم کا بہی عروض ہی نام رکہدیا — بعضی کہتی ہین
کہ عروض کی معنی ظرف کی ہین اور چونکہ یہہ علم بہی بعضی علمون کا ظرف ہی اسلیی
اسکا نام عروض رکہا گیا — بعضی کہتی ہین کہ یہہ تین حرف یعنی ع ر ض جب مرکب
ہوتی ہین تو اسکی معنی ظہور کی ہوتی ہین اور چونکہ اس علم سی بہی وزن صحیح غیر صحیح سی
ممتاز ہو جاتا ہی اسواسطی اسکا نام عروض رکہا گیا — بعضی کہتی ہین کہ عروض ایسی
راہ کشادہ پہاڑ کو کہتی ہین جو موصل منزل مقصود کو ہو اور یہہ علم بہی ایک راہ
کشادہ ایسی ہی کہ سقیم شعر کو مستقیم سی آدمی تمیز کر سکتا ہی تو گویا اس راہ سی منزل
مقصود کو پہنچتا ہی اسلیی اسکو عروض کہتی ہین — بعضی کہتی ہین کہ عروض جزو
آخر اول مصرعہ کو کہتی ہین جیسا کہ آگی واضح ہوگا اور اس علم مین معرفت اوس جزو کی
حاصل ہوتی ہی اور حکم کثیر الوقوع بہی یہی ہی عروضون کی چنانچہ اسمین بحث کرتی ہین
اور کہتی ہین کہ عروض اس بیت کی ایسی ہی اوس بیت کی ویسی اس مناسبت سی
اسکا نام عروض رکہا گیا یہہ وجہ اس عاجز کی نزدیک بہی اچہی ہی — بعضی کہتی
ہین کہ عروض اوپر وزن فعول کی ہی اور فعول بمعنی مفعول آیا ہی پس اس علم کو بہی
عروض اسواسطی کہتی ہین کہ گویا معروض شعر کا ہی موزون ناموزون سی جدا ہو جاتا ہی
یہہ چند وجہ تسمیہ بسبب خوف تطویل کی بس ہین

بیان معنی شاعر کا

اب ہم معنی شاعر کے بیان کرتے ہیں معنی شاعر کے صاحب شعر ہیں جیسا کہ تامر معنی صاحب تمر کے ہیں
تمر کہجور کو کہتے ہیں یہہ معنی اصطلاحی یعنی شعر سے نہیں ہے اگر شعر کے معنی لغوی لیں تو شعر کے
معنی جاننے والا اور دریافت کرنے والا ہوگا مصرعہ لغت میں کواڑ کو کہتے ہیں
کو وتد میخ کو سبب رسی کو فاصلہ ستون کو جاننا چاہیے کہ گہر کے دو
کواڑ ہوتے ہیں اور بیت بہی اوسی کو کہتے ہیں جسکے دو مصرعے ہوں اس مناسبت سے
بیت مصطلح کو بیت کہتے ہیں یا یہہ کہنا چاہیے کہ بدوی لوگ جو عرب میں رہتے ہیں
اکثر خانہ بدوش ہوتے ہیں یعنی جہاں کہیں جاتے ہیں وہاں خیمہ استادہ کر کے
رہتے ہیں اور خیمہ میخ اور رسی اور ستون کام آتے ہیں — اور شعر میں بہی وتد سبب
فاصلہ ہوتا ہے اس جہت سے شعر کو بیت کہتے ہیں اختصار یہہ دو مناسبتیں لکہی گئیں
والا نہ کتب عروض میں بہت سی وجوہات ہیں اسکی لکہی ہیں
اب یہہ معلوم ہے کہ مصرعہ اول کی جزو اول کو صدر کہتے ہیں کیونکہ صدر بمعنی اول اور
بلندی کے ہے اور یہہ کلمہ بہی سب اجزا سے اول ہوتا ہے اور اوسی مصرعہ کی آخر
جزو کو عروض کہتے ہیں کیونکہ عروض کے معنی طرف اور گوشہ کے بہی آتے ہیں اور یہہ کلمہ
بہی ایک گوشہ اور طرف گویا ہوتا ہے اوس مصرعہ کی — اور دوسرے مصرعہ کی آخر
جزو کو عجز اور ضرب کہتے ہیں عجز کے معنی لغت میں سرین کے ہیں اور یہہ جزو بہی گویا سرین ہے
مصرعہ دویم کا — اور ضرب بمعنی قسم ہے اور قسم شے کی ٹکڑا ہوتا ہے اوسی
شے کا اور یہہ جزو بہی یا وہی مصرعہ دویم کا اور جو جزو چاروں اجزا کی درمیان میں
ہے اوسکو حشو کہتے ہیں — حشو لغت میں ٹھوس روئی کو کہتے ہیں جو کہ تکیوں میں بہرے
جاتی ہے اور یہہ لفظ بہی گویا دونوں طرف کے اجزا کی درمیان بہری گئی ہیں اس مناسبت

مناسبت سی اسکو حشو کہتی ہین

معنی فرد

فرد دو مصرع کی شعر کو کہتی ہین مطلقا خواہ دونو مصرع مین قافیہ ہو خواہ ایک مین اور اوسکو بیت بھی کہتی ہین لیکن ان دونو ناموں مین اسقدر فرق ہی کہ شعر کی تنہا ہونی کی صورت مین فرد نام رکھا جاتا ہی اور بیت خواہ تنہا ہو خواہ منجملہ اور اشعار کی جیسی کہ ایک شعر غزل کا یا قصیدہ کا یا قطعہ کا مثلا پس فرد خاص ہی اور بیت عام فرد بسبب تنہا ہونی کی کہتی ہین

مثال فرد

گرچہ وصل یار ہی پر دلکو اپنی کل کہان
ہی یہی دھڑکا کہ جو کچھہ آج ہی سو کل کہان

بیان معنی غزل

غزل لغت مین عورتون کی باتین اور عورتون کی عشق کی باتین کرنی کو اور اوس سخن کو بھی کہتی ہین جو عورتون کی تعریف مین کہا جاوی اور اصطلاح مین کئی بیتون کا نام ہی کہ سب کا وزن ایک ہو اور پہلی بیت کی دونو مصرعہ ہم قافیہ ہون اور باقی ابیات کی دوسری مصرع پہلی بیت کو مطلع کہتی ہین اور دوسری بیت کو جو مطلع کی بعد ہی حسن مطلع اور بیت اخیر کو مقطع اور شعرای متاخرین قاطبۃً اپنا نام جسکو تخلص کہتی ہین مقطع مین داخل کرتی ہین اور شعرای متقدم اس امر کی مقید نہ تھی معلوم کیا چاہیی کہ عرب مین مرد کا عشق عورتون پر ہوتا ہی اور فارس مین مرد کا عشق غالباً اطفال پر اور کبھی عورت پر بھی اور فارسیون کی اتباع سی اردو گو بھی یہی رویہ برتتی ہین اگرچہ ہند مین عورت کا عشق مرد پر شایع ہی اور یہہ امر گیت اور دوہرون سی ظاہر ہی اور ازبسکہ عربی غزلون مین حدیث عورتون کی ہوتی ہی اسی واسطی اوس کا نام غزل رکھا اور فارسی اور اردو گویون نی بھی ان ابیات مخصوصہ

مخصوصہ پر ہی نام مستعمل تھا لیکن غالبًا غزل مضامین عشقیہ سی خالی نہین ہوتی لیکن بعد مرور
ازمنہ کی غزل مین پند اور نصایح اور معرفت کی مضامین یا تعریف شراب کی بہی باندہنی لگی اور
غزل کی ہر بیت کا مضمون علیحدہ ہوتا ہی یعنی اگر ایک بیت مین ہجر کا بیان ہی تو دوسری مین
وصل کا ہوتا ہی یا اگر ایک مین اپنا فخر ہی دوسری مین اپنا عجز بیان ہوتا ہی اور یہہ بہی نہین پایا جاتا
کہ مثلا اگر اول سی ہجر کا بیان شروع کیا ہی مقطع تک اوسی کا ذکر چلا جاوی اور شعرای فارس
متاخرین نی غزل مین ایک طرز نئی ایجاد کی ہی اور وہ یہہ ہی کہ معشوق کو کسی اور کا عاشق قرار دیکر اوسکی
سوز و گداز کی مضامین غزل مین باندہتی ہین اور اردو گویون نی بہی انکی اتباع سی اسطرح کی غزل طرح

کی ہین چنانچہ سودا کی غزل جسکا مطلع یہہ ہی		شعر
جو طبیب اپنا تہا دل اوسکا کسی پر زار ہی		مژدہ باد ای مرگ عیسی آپ ہی بیمار ہی

اور باقی ابیات دیوان شاعر مذکور کی مطالعہ کرنیوالون پر ظاہر ہین بہر کیف غزل کی بیتون کی حد مین
اختلاف ہی لیکن ظاہر یہہ ہی کہ گیارہ بارہ بیت سی زیادہ نچاہئی کسواسطی کہ کثرت اشعار کی قصیدہ

کی واسطی مناسب اور زیبا ہی		مثال غزل کی
نہ گئی ہم سی شب جدائی کے		کٹنی ہی طاقت آزمائی کے
اشک دشمن بہانہ تہا پیچ ہے		مینی ہی تمسی بیوفائی کے
کیون برا کہتی ہو بہلا ناصح		مینی حضرت سی کیا برائی کے
دام عاشق ہی دلدہی یہ ستم		دلکو چھینا تو دلربائی کے
آئی وہ دست غیر مین دی ہاتہ		آس توڑی شکستہ پائی کے
گر نہ بگڑو تو کیا بگڑتا ہے		ہمین طاقت نہین لڑائی کے
کبھی تو اوس ہوش کا دور تماشا		لگ طالع نی نارسائی کے

مر گئی پر ہی نیا خبر صیاد — اب توقع نہیں رہائی کے
کوچۂ غیر میں ملاق ہمیں — ہرزہ تازی نے رہنمائی کے
دل ہوا خون خیال ناخن یار — تو نے اچھی گرہ کشائی کے
مومن آؤ تمہیں بھی دکھلادون — سیر بتخانہ مین خدائی کے

بیان معنی قصیدہ

قصیدہ لغت مین مغز غلیظ کو کہتی ہین اور اصطلاح مین ایک کلام ہی اتحاد وزن اور قافیہ مین
مثل غزل کی مگر اتنا فرق ہی کہ اشعار اوسکی گیارہ بارہ بیت سی زیادہ نہین چاہئین اور قصیدہ
کی واسطی ابیات کی کچھ حد معین نہین اور اوسکی مضامین مختلف ہین کبھی ہجو اور کبھی مدح اور
کبھی پند اور نصایح اور کبھی شکایت روزگار اور کبھی مدح بہار کی اور عادت شعرا کی اس طرح پر
جاری ہی کہ اکثر مدح یا ہجو سی پہلی اشعار عاشقانہ یا پند و نصایح یا شکایت روزگار وغیرہ مین کہتے
ہین اور بعد اوسکی گریز کرتی ہین اپنی مقصود کی طرف اور گریز کو تخلص کہتی ہین اور لفظ تخلص کا
مشترک ہی اس معنی مین اور شاعر کی نام مین اور وہان کچھ اشارہ ایسا کرتی ہین کہ اس سی اس
ارادہ پر اطلاع ہو جاوی چنانچہ ان دو شعر و نمین سودا کی کہ چند شعر کی بعد کہکر بسبت خان کی مدح
کی طرف متوجہ ہوا ہی اس شعر مین جواب ہی حرص کی سوال کا ۔ شعر

جو کچھہ کہا ہی تو نی تجکو رہی مبارک — مین اور میری سر پر میرا بسبت خان ہو
دیکھی ہی جسکا میں پاکیزہ طینتون کی — انکھون کو اسن شو دی حق کی تئین آمان ہو

اور ان اشعار کو تشبیب کہتی ہین تفعیل کی وزن پر اور اسکا نام تسبیب بھی ہی سین بی نقطہ سی
تفعیل کی وزن پر تشبیب معنی ایام جوانی کا مذکر کرنا اور تسبیب عورتون ذکر کرنا اس سی معلوم ہوا
کہ اول یہہ ہی رسم تھی کہ قبل از مقصود اشعار عاشقانہ لکھتی تھی لیکن اب خصوصیت ایسی اشعار کی نہین

نہین رہی بلکہ مقصود سی یہ ہی جس قسم کی شعر ہون انکو تشبیب کہین گی اور جس قصیدہ 11
مین تشبیب نہو یعنی اوّل سی مدح یا ہجو شروع کرین اسکو مقتضب کہتی مین اور جسمین تخلص یعنی
گریز نہو اوسکو مقتضب مجرد مثال یہہ مطلع سہ دو تین اور شعر کی اس قصیدہ سی جو عالم
گیر ثانی کی مدح مین لکھا ہی

رہے ہمیشہ تیری تیغ کفر کار تباہ — بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ

فلک پہ سبعۂ سیار تا قیام جہان — پھرا کرین مرضی شریف کی ہمراہ

لبان پہ پرتو خورشید آسمان پہ رہی — تیری چراغ سی روشن ہمیشہ مشعل ماہ

مثال قصیدہ

ہی چرخ جب سے ابلق ایام پر سوار — رکھتا نہین ہی دست عنان کا بیک قرار

جنکے طویلی بیچ کوئی دن کی بات ہے — ہرگز عراقی و عربی کا نہ تہا شمار

اب دیکھتا ہون مین کہ زمانی کی ہاتہ سی — موچی سی کفش پا کو گنٹہاتی ہین اوردھار

ہنہناوے ہے نہ دہر سی عالم خراب ہے — خست سی اکثرون نی اوٹہایا ہی ننگ و عار

ہین گے چنانچہ ایک ہماری ہی آشنا — یا دی سزا جو انکا کوئی نام لی بہار

نوکر ہین سو روپی کی ذیانت کی راہ سے — گہوڑا رکہین ہین ایک سو اتنا ذلیل و خوار

نی دانہ و نہ کاہ و نہ تیار نہ سئیس — رکھتا ہو جیسی اسپ گلی طفل شیرخوار

ناطاقتی کا اوسکی کہان تک کرون بیان — فاقو نکا اوسکی اب مین کہان تک کرون شمار

مانند نقش نعل زمین سے بجز فنا — ہرگز نہ اوٹہہ سکی وہ اگر بیٹہی ایکبار

اس مرتبہ کو ہو گیا ہے پہنچی ہی اوسکا حال — کرتا ہی راکب اوسکا جو بازار سین گذار

قصاب پوچھتا ہی مجھی کب کروگی یاد — امیدوار ہم بھی ہین کہتی ہین یون چمار

جس دن سی اس قصائی کی گھوڑی بندھی ہی
ہر رات اختر و نکی تئین دانہ توجہ کر
خط شعاع کو وہ سمجھہ دستۂ گیاہ
تنکا اگر کہین پڑا دیکھی ہی گھانس کا
دیکھی ہی جب وہ توبڑ و تہان کی طرف
مایوسی ہنہنانی کی طاقت نہین رہی
ہی اسقدر ضعیف کہ اوڑ جاوی باد سی
نی استخوان نہ گوشت نہ کچھہ اوسکی پیٹ مین
سمجھا نہ جای یہہ کہ وہ ابلق ہی یا سبز رنگ
گذری وہ جس طرف سی کبھو اوس طرف نسیم
پیدا ہوئی ہی تس پہ اگن باو اسقدر
زخم پر زبسکہ بہنکتی ہین مکھیان
یہہ حال اوسکا دیکھہ غرض یون کہی خلق
بیچاوین جو یا مری یا ہو کہین یہ گم
تہانہ اوسکی غم سی ہی حال تنگ زین کا
القصہ ایکدن مجھی کچھہ کام تہا ضرور
رہتی تہی گھر کی پاس قصاب وہ آشنا
خدمت مین اوسکی مینی کیا جا یہہ التماس
فرمایا جب انہونی کہ ای میری مہربان

گذری ہی اس نمط اوسی ہر لیل و ہر نہار
دیکھی ہی آسمان کی طرف ہوکی بیقرار
ہر دم زمین پہ آپ کو پٹکی ہی بار بار
جو کی کو آنکھہ موند کی دیتا ہی وہ پسار
کہودی ہی اپنی سم سی کنوین تا بہ پانی مار
گھوڑی کو دیکھتا ہی تو یاد یہی ہی بار بار
بیٹھین گر اوسکی تہان کی ہووین نہ استوار
دہوتکی ہی دم کو اپنی کہ جون کہال کو لہار
خارشت سی زبسکہ ہی مجروح بیشمار
باد سموم ہووی وہین گر کری گذار
ہرگز دروغ اسکو تو مت جان زینہار
کہتی ہین اسکی رنگ کو کمسی سی اعتبار
جنگل سی موڑی کی تو چہوڑا اوسکو کردگار
اس تین بات سی کوئی بہی ہوی آشکار
خونگیر کا ہی سینہ جو دیکہا تو ہی فگار
آیا یہہ دلمین جائی گھوڑی پہ ہو سوار
مشہور تہا جنہون کنی دو اسپ نابکار
گھوڑا مجھی سواری کو اپنا دو مستعار
ایسی ہزار گھوڑی کرون تصدق مین نثار

لیکن کسی کی جہڑنی کی لایق نہین یہہ اسب
صورت کا جسکی دیکھنا ہیگا بد ہونکو ننگ
بد رنگ جیسی لید و بد بوی جیون پیشاب
مانند ہینچ چو کی لکد زنی ہی تیتان پر
حشری ہی اسقدر کہ بجشر اوسکی پشت پر
اتنا ہی سرنگون ہی کہ سب اوڑ گئی ہین چرا
ہی پیر اسقدر کہ جو بتلاوی اوسکا سن
لیکن مجہی زروی تواریخ یاد ہی
کم روہی اسقدر کہ اگر اوسکی نعل کا
ہی دلکو یہہ یقین کہ وہ تیغ روز جنگ
مانند اسپ خانۂ شطرنج اپنی پاون
اگیدن گیا تہا مانگا یہہ گہوڑا برات مین
سبز ایسی خط سیاہ و سپید سی ہوا سفید
پہنچا غرض عروس کی گہر تک وہ نوجوان
تہا تو اسقدر ہی وہ جو کہ کی تم سنان
دلی تک آن پہنچا تہا جسدن کہ مرہٹا
مدت کیوڑیونکو اڑایا ہی گہر مین بیٹہ
ناچار ہو کی تب تو بندہایا مین اوسپہ زین
جس شکل سی سوار تہا اوسدن مین کیا کہون

یہہ واقعی ہی اوسکو نجانو کی انکسار
سیرت سی جسکی نت ہی شگفتہ سنگین کو عار
بد یمن یہہ کہ اصطبل اوجڑ گری ہزار
لا جنب وہ زمین سی ہی جو مینخ استوار
دجال اپنی ہو نہہ کو سیہ کر کی ہو سوار
جبڑی پہ بسکہ ٹہونکروکی نت پڑی ہی مار
پہلی وہ لیکی نہ یک بیابان کری شمار
شیطان اوسی پہ نکلا تہا جنت سی ہو سوار
ہو ہاگلا کی تیغ بناوی کوئی لوہار
رستم کی ہاتہ سی نہ چلی وقت کارزار
جز دست غیر کی نہین چلتا ہی زینہار
دولہہ جو بیاہنی کو چلا اوسپی ہو سوار
تہا سرو سا جو قد سو ہوا شاخ باردار
شیخوخیت کی درجہ سی گر اوسطرف گذار
لیکن ایک اور دن کی حقیقت کہون میں یار
مجہسی کہا نقیب نی اگر ہی وقت کار
ہو کر سوار اب کرو نمید انمین کارزار
ہتہیار باندہ کر مین ہوا جا کی پہر سوار
دشمن کو بہی خدا نکری یون ذلیل و خوار

چابک ہی دونو ہاتہہ مین پکڑی تہی موُنہہ مین لگام
اگی سی تو بڑہ اوسی و یکہلاہی تہا سئیس
ہرگز وہ اسقدر بہی نہ لاتا تہا رُو برو
اس مضحکہ کو دیکہہ ہوئی جمیع خاص و عام
ہنسی ایسی لگا وکہ تا ہو وے یہہ روان
ہین گیا کہون غرض کہ ہر ایک شکل اوسکی دیکہہ
کہتا تہا کوئی ہی خرکوہی نہین یہہ اسپ
کہتا تہا مجہی کوئی ہوا تجسّی کیا گمان
کہنے لگا یہہ ایکی اوس جا جمع کوئی شخص
بیگہون ہو ہین تو یہہ کہ سپاہی کی بہیس مین
اس غم سی مین تہا ہی کہ ناگاہ ایک اور
دہوبی کمہار کی گدہی اوسدن ہوئی تہی گم
ہر ایک نی اوسکو اپنی گدہی کا خیال کر
بہ نیستی اوسکی دیکہہ کی کر حرص کا خیال
رکہتا تہا کوئی لاکی سپاری کو موُنہہ کی بیچ
کہتا تہا کوئی ہمسی کہ تو مجکو نہ ہی چیر ہا
کشتی سی ہی ہو گئی تہی گدہی اوسکی گردیش
دریائی کشمکش ہوا اوس آن موج زن
اوسوقت مینی اپنی بصیبت یہہ کر نظر

ہنگامہ تنگ سی بہ شنبہ کی عرصی یہ یون تہی دنگا
پیچہی نقیب ہانکی تہا لاٹہی سیی ہا ہا
ملت نہتا رہین سے ہانہد کوب
اکثر مدبر و نہین سے کہتی تہی یون پکار
یا بادپا نہ یون کی دو اختیار
تیغ زبان سی کاٹہہ کی کرتا تہا کل نثار
کہتا تہا کوئی ہی گا ولایت کا یہہ حمار
کوتوال نی گدہی یہہ سمجہی کیون کیا سوار
مرکب نہ یہہ گدہا نہ یہہ راکب گناہگار
ڈاین چلی ہی سیر کو ہو چرخ پر سوار
فتنے کو آسمان لی کب بہیجی ہیر دو چار
اس ماجرے کو سن کیا دونو نی وہان گذار
پکڑی تہا وہو لی مکان تو کہنے لگی تب وہ مر کمہار
لڑکی بہی وہان جمع تماشی کو بیشمار
شوا اوسکی تن سی کوئی اوکہاڑی تہا بار
دونگا لگا بجی مین ہی نو حید ا ایطار
ساتہہ اوس سمند خرس نما کی ہو چشم چار
تہا عنقریب ڈوبی خفت سی یک کنار
کہنے لگا خدا ایسی یہہ روز رو کی زار زار

چہگڑون مین دہو ہوئیسی کہ لڑکونکو دون جواب
بار ہی دعا ہوئی عوض ہی اوسوقت مستجاب
دست دعا اوٹہا کی مین پہر وقت جنگ گئے
پہلی ہی گولا چہوٹتی اس گہوڑیکی لگے
یہہ کہہ کی مین خدا سی ہوا مستعد جنگ
گہوڑا تہا بسکہ لاغر و لست و ضعیف و خشک
جاتا تہا جب ڈپٹ کی مین اوسکو حریف پر
جب دیکہا مین کہ جنگ کی یہان یہ بندہی ہی شکل
دہر دہمکا وہانسی اڑتا ہوا شہر کی طرف
گہوڑی بیمری کی شکل یہہ ہی تم نی جو سنی
سنکر تب اوسی مین نی یہہ قصہ دیا جواب
گفتم ہمین بس است کہ اسپ من ابلق است
سودا نی تب قصیدہ وہ کہا سن یہہ ماجرا

کتنونسی یا لڑون کہ مرون اپنا پیٹ پہاڑ ۱۰
وہانسی پہر بنط کیا جنگاہ تک گذار
کہنی لگا خطاب الہی مین یون پکار
ایسا لگی یہہ تیر کہ ہووی جگر سکی پار
اتنی مین مرتا ہی ہوا مجہسی آ دوچار
کرتا تہا یون خفیف مجہی وقت کارزار
دوڑون تہا اپنی پاونسی جون طفل نی سوار
لی جوتیونکو ہاتہہ مین گہوڑا بغل مین مار
القصہ گہر مین آن کی مین نی لیا قرار
بس یہی دل مین آئی تو آپ ہوجئی سوار
اتنا ہی جہوٹ بولنا کیا ہی ضرور یار
سمجہو لگا دین اپنی اگر ہوون مین ہوشیار
ہی نام اس قصیدی کا تضحیک روزگار

بیان معنی قطعہ کا

قطعہ لغت مین کسی چیز کی ٹکڑی کو کہتی ہین اور اصطلاح مین اون چند بیتون کا نام ہی کہ وزن اور قافیہ مین متحد ہون مثل غزل کی لیکن مطلع نہو کسواسطی کہ اگر مطلع ہوگا پس دو حال سی خالی نہین یا بیتین اوسکی غزل کی حد سی متجاوز ہوگی یا نہوگی پہلی صورت مین قصیدہ ہی اور دوسری صورت مین غزل اور اغلب قطعہ مین مضمون ابیات کا ایک دوسری سی لگاو رکہتا ہی جیسی اس قطعہ مین سودا کی

قطعہ

کسی غماز نے اوس ترک پسر سے یہ کہا	ہے جو سودا کوئی شاعر وہ تیرا مفتون ہے
سنکے بولا کہ مری طرف سے کہہ دو اوسکو	باندھنا خون پہ کمر اپنے نیا مضمون ہے

مثال قطعہ

جب کہا مینے کہ تم بندۂ دگر نا آشنا	بے مروت بیوفا بیگانۂ احباب ہو
ہنسکے فرمایا کہ مین تو خیر جو کچھ ہون سو ہون	تم بھی تو بیچین ہو بے صبر ہو بیتاب ہو

اور کبھی سارے غزل یا اوسکے اکثر شعر ایک دوسرے سے متعلق ہوتے ہین ایسی غزل کو غزل قطعہ بند کہتے ہین

بیان معنی رباعی کا

رباعی ان دو بیت کا نام ہے کہ مصرع اول اور دویم اور چہارم ہم قافیہ ہو اور کبھی چارون مصرع ہم قافیہ ہوتے ہین اسکو چار مصراعی اور دو بیتی بھی کہتے ہین اور رباعی کے واسطے چوبیس وزن مقرر ہین اگرچہ چار مصرع ان اوزان مین سے کسی وزن پر ہونگے پس اسکو رباعی کہینگے والا چار مصرع کو رباعی کہنا درست نہین ہے جیسے کہ عادت عوام کی ہے کہ جو چار مصرع کہ انمین سے پہلا اور دوسرا اور چوتھا مصرع ہم قافیہ ہو انکو رباعی کہدیتے ہین اور تفصیل اوزان رباعی کی تیسیری محابلہ اس رسالہ سے دریافت کرین بہرکیف رباعیات اس منتخب مین ان اوزان مین سے اکثر وزن پر مرقوم ہین بر وقت مطالعہ کے معلوم ہو جائیگی

مثال رباعی کی

وہان تمکو سفر ہو، جو مجبوری سے	یہان ناک مین دم ہے مہجوری سے
تم تو وہان پہنچے دور مین یہان نہ پہنچے	مرنیکے قریب اب کے ہے دوری سے

بیان معنی مثنوی کا

مثنوی ایسی بیتین ہین کہ وزن سب کا علیحدہ اور قافیہ دو دو مصرع کا متفق اور ہر بیت

ہر بیت قافیہ جداگانہ رکھتی ہی حد مثنوی کی معین نہیں جیسے اردو مین مثنوی میر حسنکی جسمین بدر منیر اور
بے نظیر کا قصہ مرقوم ہی اور تمام عالم مین مثل بدر منیر کے مشہور ہی اور مثنوی اکثر ان سات وزن مین
سے کسی وزن پر ہوتی وزن اول مفتعلن مفتعلن فاعلات جیسے سودا کی مثنوی محمد غوث طبیب کی ہجو مین

صدر کے بازار مین ہی یک دبنگ — عار اطبّا و طبابت کا ننگ
شکل ہی شیطان کی اور غوث نام — جگ مین ہلاکو کا ہی قائم مقام
ہی متوطن وہ لعین روم کا — بستی مین رکھتا ہی اثر بوم کا
جیسے طبابت مین دھسا وہ الاغ — روم سے تا شام ہوا بے چراغ
مملکت ہند مین اب گھر بہ گھر — ہی ملک الموت سے مشہور تر
اسکے قلم کا مین کرون کیا بیان — تیغ اجل جسکی ہی رطب اللسان
خامہ نہین خنجر بُرّان ہی وہ — قاتل ہندو و مسلمان ہی وہ
نسخہ نہ لکھتا کبھو وہ بدسرشت — بھرتے نہ انسان سے دوزخ بہشت
جب سے مریضوں کو وہ دے ہی دوا — کام مین ہی مرگ مُعطّل شفا
بو نہین ظالم مین کہین درد کی — جان کا دشمن ہی زن و مرد کی
کشتن خلق اسکا غرض کام ہی — مرگ و قضا مفت مین بدنام ہی
مرتے ہین اب اسسے زبس مرد و زن — کھاتے قرض اسکے اوپر گورکن
طرفہ تر اسسے بھی کہون ایک بات — ہنستے ہین سن سن کے جسے کائنات
ہو کے کسمند جو وہ بے حیا — اپنے تئین آپ کرے ہی دوا
مردہ شو مولوی و تابوت گر — گھیرتے ہین آن کے سب اُسکا گھر
دین ہین دہائی وہ بصد قیل و قال — ان مین سے ہر ایک کرے ہی سوال

اپنی دوا آپ تو ظالم نکر — میری کس و کو کی کر نظر
خوب جو کرتا ہی تو آپہی دوا — اور کوئی آپ سا مجھکو بتا
روریسے خاطر ہو میری تا کہ جمع — بھیجون تیری گور پر گل اور شمع
کیا کروں تشخیص کا اسکی بیاں — منہہ میں ہوئی جاتی ہی ساکت زبان
زلے سے یک شخص کو تھا درد سر — لائی قضا اسکے تئیں اسکے گھر
دیکھ کے نبض ان نے بصد فکر و غور — دق کے سوا کچھ نہ کی تشخیص اور
نسخہ دیا لکھ کے بچہندیں ہنر — صبح سے لے شام تلک خوض کر
جا کے جو نسخہ دیا عطّار کو — پڑھ کے لگا کہنے وہ بیمار کو
کیا تجھے آزار ہی ای نوجوان — اُن نے کہا اس سے بآہ و فغان
میں تو نہیں جانتا کچھ ای حبیب — پر مجھے مدقوق کہے ہی طبیب
سنتے ہی اسکے لگی دلکو چوٹ — کہنے لگا اپنی وہ ڈاڑھی کھسوٹ
ہاے یہہ کس بقر و یکا ایجاد ہی — نسخہ نہیں معجون زرانباد ہی
کہکے یہہ عطار نے ہو بیقرار — کہنے لگا اس سے کہ سنتا ہی یار
شکل کا اُسکی تو مجھے دے پتا — کون ہی وہ جسنے کی ایسی خطا
سنکے یہہ عطار سے بولا جوان — کیا میں بتاؤں تجھے ای مہرباں
شکل سے اُسکی کسے تشبیہ دوں — ہی وہ سگ و خوک سے زشت و زبون
رنگ و بدن اسکا ہی بدبو و قیر — جیسے کہ جلاب کا دست اخیر
سنتے ہی عطار نے یہہ رنگ و بو — کہنے لگا ہاے میاں ہو نہ ہو
یہہ وہی سفّاک ہی تخم حرام — صبح جو نت اُٹھ کرے ہی قتل عام

غوث نہیں ظالم بدخو ہی وہ   کہہ نہ طبیب اسکو بلا کو ہی وہ
ایک دن ای یار میں دوکان پر   آیا جو ہر ایک کو مفلس نظر
کہنے لگا دیکھہ کے ایک آشنا   چل تجھے ہم غوث سے دیویں ملا
تجھکو وہ اور اسکو تو مطلوب ہی   دونو جو آپس میں ملو خوب ہی
دیکھا کہ یہہ بات رکھے ہی حصول   مینے کہا چلئے بجان ہی قبول
جب چلے آپس میں ہو دونو بہم   مرگ چلی پیچھے سے گنتی قدم
جا کے جو دیکھی میں وہ وحشت سرا   دل پہ کھلے معنئ دار الفنا
کتنے ہی بیمار تھے اور یک گھر   سو بھی تو وہ گور سے تھا تنگ تر
آن کے بیٹھا وہ ستمگار جب   گرد ہوئے اسکے وہ بیمار سب
چھوتے ہی ایک شخص کی دیکھی جو نبض   کہنے لگا تجھکو بشدت ہی قبض
کچھہ نہیں کرنیکا بجز اسکے سود   لکھہ دیا نسخہ میں سفوف بہود
اور غذا اسکو یہہ بتلائے دوست   ماش کی روٹی سے تو کھا ساگ و پوست
صاحب پیچش کو بتایا کتول   واسطے ہیضے کے لکھا اسبغول
لکھہ دیا مجنون کو شیر شتر   کہدیا مستسقی سے جا فصد کر
پوچھا جو ان نے کہ مداکیا کہی   ساتھہ گلہتی کے کہا کھا دہی
یہہ کہا اسکو جسے تھی آتشک   موضع مخصوص پہ چھڑکو نمک
کہنے لگا دیکھہ کے ایک اور کو   زخم کو دنبل کے کرایا رفو
بیٹھہ کے پھر پاس وہ ایک توّل کے   نبض کہا دیکھوں میں لا ہات دے
دیکھہ چکا نبض کو جب بے تمیز   خادمہ سے اسکی کہا ای کنیز

درد کمر اسکو ہی یا درد سر — پر مجھے نقرس کا ہی ڈر بیشتر
کرکے پھر آخر کو مقر صرع — کہنے لگا دوا سے ما، الفرع
اور جو کہانے کی لگے اسکو لو — کچھ نہ اسے دیجیو جز آتش جو
کہنے لگی سنکے یہہ کیا قہر ہی — واسطے اسکے یہہ دوا زہر ہی
لقوہ و فالج اسے یہہ پیر زال — کرتے ہو کیا قتل کا اسکے خیال
انّے کہا تو نے نہ ای زشت رو — دیکھا صدیدی کو نہ قانون کو
ساتھ حکیموں کے تو ای بے تمیز — بحث تی ہی ڈیڑہ روے کی کنیز
اسمیں کہا ایک نے شوخی کی راہ — سنتی ہی ماما نہیں انکا گناہ
بی بی تیری پر دییں اور یہہ ادہر — لقوہ و فالج سے ہو کیونکر خبر
سمجھیو تک لوتنے کی ہی یہہ جا — آپ بھی کہتا ہی کہ ہاں اور کیا
سنتے ہی اس حرف کو کہا پیچ و تاب — تھوک کے ڈاڑھی پہ کیا یہہ خطاب
لا تو صدیدی کو تو اب میرے پوت — کھول تو قانون کو ای بھڑوے اوت
لقوہ و فالج ہو جسے یا صرع — دیکھئے اسکے تئیں ما، الفزع
بات کا اپنی تو مجھے دے نشاں — میں بھی تو دیکھوں کہ ہی اسمیں کیا
پھر تو یہہ جسوقت بڑھی آکے بات — اُنّے جڑی دھول اسے ان نے لات
اُن نے قلندر ان سے کی اسپہ چوٹ — ان نے لیا ڈاڑھی کو اسکی کھسوٹ
جھونتے غرض اسکے ہوئے اسکے ہات — خصیے پکڑ لوٹ گئی وہ بھی سات
زور جو آپس میں دھما دھم ہوئے — مار کٹائی سے وہ بیدم ہوئے
دوڑ کے لوگوں نے اٹھایا انہیں — منت وزاری سے چھڑایا انہیں

کرنے لگے وہ جو تہی معقول بین
انکے تئین لعن ایسے آفرین

تہا غرض اس نقل سے یہ مدعا
تا کہ تو ایسے کی نہ کہادے دوا

اپنے لئے گو رنہ تو آپ کہو د
سنتو لیا ایسا ہی یہ بیٹی چو د

وزن دوسرا مفعول مفاعلن فعولن یہ تین چار شعر میر کے ساقی نامہ کے

ہی قابل حمد وہ سرافراز
جو سب مین ہوا ہی جلوہ پرداز

اسکو ہی حسن نے چہکایا
ہستی کا نشہ اسی سے آیا

پی اسنے شراب خود پرستی
تازی ہوی اسسے زور مستی

ہی گردش چشم اسکے مفتون
ہرجا یہ ہی اسکے ساتہہ گردون

وزن تیسرا فعولن فعولن فعولن فعل میر حسن کی مثنوی کے یہ شعر —

انہون نے اُٹھکے بیٹھنے سے خفا
ہوی دلمین اپنے وہ نجم النسا

گلابی کو لا اسنے آگے دہرا
پیالی کو جب ایسے اُسنے بہرا

کہا شاہزادی کو بیٹھی ہو کیا
پیالا صنم کے تو منہہ سے لگا

مین صدقہ تیری تجکو میری قسم
کئی ساغر اسکو پلا دمبدم

یہ دیکہہ اسکے سنت پیالا اٹہا
اودہر سے پہرا منہہ کو اور سکرا

کہا بادہ نوشی سے ہو جسکو ذوق
پی یہ پیالا نہین مجکو شوق

کہا شاہزادی نے ہنسکر کے یون
پیون مین کسو کے نہورون سے کیون

غرض ہوکے آپسمین راز و نیاز
پی دو پیالے بصد امتیاز

پہر آخر تو شہزادے نے بہی اُٹھا
دیا ساغر اُس مہ کے منہہ سے لگا

ہوی یکدگر پہر تو تفتیش حال
لگی ہونے آپسمین قیل و مقال

کہا ایک پہر کے ہے رخصت مجھے — زیادہ نہین اسسے فرصت مجھے
پری کا بہی احوال ظاہر کیا — چھپے راز سے اسکو ماہر کیا
یہ سنتے ہی دل بیچ کہا پیچ و تاب — دیا شاہزادے نے اسکو جواب
مرو تم پری پر وہ تم پر مرے — بس اب تم ذرا مجہہ سے ہٹیو پرے
مین اس طرح کا دل لگاتی نہین — یہ شرکت تو بندی کو بہاتی نہین
یہ سنکر گرا پاؤن پر بے نظیر — کہا کیا کرون ہاے بدر منیر
کہا چل سرا پا نہ ہر یاوہ گو — کسیکے مجھے دلسے کیا ہی خبر

جو تہا وزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات جیسے سوداکی مثنوی کے شعر مرزا فیضو کے

چپک کے مرنے کے **مثنوی** بیان مین

آہ واویلا زدست روزگار — تو ششخانون مین غم ہی روبکار
سر سے سر ایکبار نے پہینکی کلاہ — رخت سرتاہین نے پہنے سیاہ
ہو گئی چڑیون کے دل غمسے دونیم — بادشاہین و شکرے ہی یتیم
کیا ہتڑی کتا کہی کیا سرا — یک بیک اسنے زمانہ یون پہرا
صید اگر چاہین کرین ہتڑی تلی کے — تجو نمین اتنی بہی گیرائی نہین
دیکہہ کر ڈرتے ہین تندون تگی چیل — تیز یکے ساتہہ اگ اٹہین مین فیل
زمین پر نشہ کے گئے ہی ضعیف — بہنگی کے تذرون مین ہے وہولی خفت
اہ کجہہ مت پوچہہ اسکا سبب — کیا کہون مین تمسے بار وہی عجب
میرزا فیضو کی چپک مرگئی — توشخانے جگ کے ویران کر گئی
کسقدر ہے آسمان بے امتیاز — آہ کیا مارا ہی اسنے شاہباز

وضع دوران سخت نا انصاف ہے — دیکھو یارو یہ کیا انصاف ہے

سبز اغمگین ہون چڑیان دہون — گھونسلے چڑیون کے یون آباد ہون

دیکھو تو سارو کو کیا خورسند ہے — دیکھو دو کو اسے خوشی دو چند ہے

ہای کیا تیتر کے گھر شادی ہے آج — بینک غوغای کے گھر آیا ہے راج

کبک کیا کیا مارتی ہین قہقہے — کیسے دہیر کر رہی ہین چہچہے

حیف طعمہ ڈال کر وہ یون مرے — اور ہر یک جانور خوشیان کرے

کانپتی تہی خوف سے اسکے بٹیر — جب سے سنبرک پر کیا تہا اسکو سیر

ڈر سے بگلے نیند بہر سوتے نہ تہے — کوی عافی خوف سے ہوتے نہ تہے

کیا کبوتر کیا تیتری کیا زبے — قمری اور تیتر لوبے اور بطے

بعضی اسکی خوف سے کرتے نہ تہی — سر کو پنکھون کے تلے دہرتے نہ تہے

قاز تک چگتی نہ تہی جنگل کے کھیت — قرقرے چگتے کبھو لیکن سمیت

دعد غے کا کیا کلنگو نکے ہے ذکر — زندگی کا اپنی تہا سارس کو فکر

جانور آبی کے جب پڑتی جال — کھینچ لاتی تہی جو اصل کی بھی کھال

یکدن مرزا گئے گرنکو سیر — ہوگئی اسمین تک ایک طعمہ کو دیر

بھوک سے جھنجھلا کے وہ غصہ مین آیا — لے چلی مرزا ہی کو نیچے لگا

اب پڑی ہے کوڑے اور پر لنڈ منڈ — گرد جگتے پہرتے ہین چڑیون کے جھنڈ

ہے وہ مرزا کہ جسکا سنکے نام — آب ہو سیمرغ کا زہرہ تمام

سو کیا اسکو فلک نے یہ ذلیل — مرتے ہی جھک کے بگڑا ہے نیل

کوتون کی ٹھونگے ہین اور مرزا کا سر — سارو اڑجاتی ہے منہ برباد کر

اسکو مرزا گھر سے لیجائے حد ہر — لونڈے پیسے کھجاتے جو لیے ہانڈی ہر
گھر کی بی بی سے یہ کرجاتے قرار — کون پھر وا کھاوے کچھ غیر از شکار
اب وہ پیاز تو سیجے کھاتے ہیں سبب — مرزا بوئی کو ترسے ہیں غضب
تیہی جر تی بار و پیہ مرزا جی کی کر — لطف انکے جتنے بگڑیں جا قرر
ہای جب نیسے وہ یار و مر ملی — سب جر گیار و نکے سے گر گئے
بلکہ وہ لیتے ہیں خاص و عام میں — مرزا آئے ہماری دام میں
لذت جیسے سابق اور اب حال کے — ورنہ پھنسے اور نگے جا کتوال کے
جب نکلتے گھر سے وہ بازار کو — تیز کرتے وہاں جہر کی دھار کو
دیکھکر انکے تین بنیے تمام — بند کر آنکھوں کو کہتے رام رام
انسے یہ کہتے اگر منظور رہے حرم — ہے تمہیں اور وہ حرم کی اپنی شرم
ست چہرا و پھنگیوں کے جا ہو ر — جتنے ہوں پیسے انہوں جمع کر
بھیجد و جلدی نہوں آپ کہیں — کھول دوں بیو ار سے جیپ کے تئیں
اس سخن کو جسکہ سنتے تھے وہ — وہ نہیں کہتے تھے جو چاہو سو لو
یہ تو بنیے کیا گئی ایک روز میں — راج پوتا نیسے ائین رشتو تئیں
جیسے مرنا ہو گیا اسکا یقین — ایک حبہ مہرہ کوئی دیتا نہیں
اب کسیجا سے نہیں انکو چشم — دیوے انکو کوئی اپنی بائین بشم
ہای ایسا غم نہیں اتنک ہوا — میرزا جی کا دلی نعمت سوا
گھر ہوا مرزا کا سب ماتم سرا — پر سے کو آتے ہیں یار و آشنا
کر گریبان چاک یارو نکے خضر — یون بیان کرتے ہیں اپنا منہ بسور

ہای تہی چپک جو وہ تو آپ تہی
اپنی تو یارو وہ ہای باپ تہی

کہو لون تہا اسکو مین جیب پتوار سے
ہات پراتی تہی وہ اسس یار سے

برگ گل جسطرح جہڑ کر باد سے
پنکہے پر بلبل کے آوے جاونسے

پہنکتا جب صید پر مین اسکو جا
اسطرح جا لگتی کا خر ادا

جسطرح معشوق بیٹہے کی نگاہ
خون عاشق کا کرے ہی بیگناہ

کیا کہون ایسی غرض اڑتی تہی تہر
پڑ گئی تہی دہوم اسکی شہر شہر

بودنے نے یہان کے بنگالیمین جا
ایک مینا سے کہا یہ ماجرا

بودنے سے سنتی ہی اسبات کے
اڑ گئی مینا کے طوطے ہات کے

مجکو بچپن سے رہا ذوق شکار
پالا مین برگد سے لے تا چوہی مار

خوب سا مینے کیا ہی انکا دید
ریش بچالون مین کی انکے سفید

پر نہین دیکہا مین ایسا جانور
ہووے چپک اور اُڑے وہ فاتر

تہی غرض ہر جانور او پر وہ سیر
گر پرندا سے بچا سو ہی وہ تیر

کیا کہون چپک تہی یا باشین تہی
باز کی بچی تہی یا شاہین تہی

سنتے ہین یہ درد جسدم آشنا
انسے کہنے ہین کہ سچ ہی میرزا

واقعی یہ غم تو ہیگا ناگوار
پر خداوند لیسی ہی کیا اختیار

غم مین اسکے میرزا اتنا نہ رہ
مت کہین رو رو کے اپنی جا کہین کہو

گو بہت تہا دام مین تیرے ہما
اوج پر تیرے مضمون مین تہا

غم کو اپنے دل سے اب موقوف کر
جون کیا سودا نے قصہ مختصر

یا بجان وزن فاعلاتن فاعلن فاعلن جیسے میر تقی کی مثنوی جسکو
دریای عشق کہتے ہین اور یہ

مثنوی سودا کی بخیل کی ہجو مین جو اسجگہ لکھی جاتی ہی

ہی خدا کا وہ ایک شمۂ نور
جسسے روشن ہی آسمان کا تنور

کرتے اسکو لگے نہ ذرہ دیر
مہر و مہ کو بشکل نان و پنیر

کیا اُن نے بعرصۂ ایک آن
نقل اختر سے پر سپہر کا خوان

وہ کرورون نعم کو لذت دے
ذائقہ مین زبان انسان کے

کس زبان سے ہو اسکا شکر ادا
نعمتین کیا کیا ان نے کین پیدا

ہوے ہین باعث زمانے کے
واسطے کہانے اور کہلانے کے

فضل سے اسکے کچہہ نہین ہی کمی
لیک وہ کیا کرے جو ہم ہون دنی

سنو یارو دکرون ہون مین ایک نقل
جسکو باور کرے نہ ہرگز عقل

اتفاقاً ایک آشنا میرے
گئے تہے ایک عمدہ کے ڈیرے

جو ہین وارد ہوے یہ وہان ناگاہ
اُٹہا چارون طرف سے ابر سیاہ

اندر ہوتے جو ابر گہر آیا
صاحب خانہ سخت گہبرایا

نہ خبر پوچہی اُنکی نہ احوال
بیٹہتے ہی کیا یہ اُنسے سوال

کچہہ ہوا ابر ہی تم رکہو ہو نگاہ
گہونگری پٹو کچہہ بہی ہی ہمراہ

بولے وہ یہ تہا مجہے معلوم
ورنہ لاتا مین ساتہہ اي مخدوم

جب نہ سمجہے وہ اتنی رمز کے تئین
سوجہی یہ بات اسکے تئین وہ نہین

جون لگی ہونے قطرہ افشانی
لارہی اُنکے آگے بارانی

پہر لگے کہنے یہ بہی اپنے نصیب
آوے مدت کے بعد اپنا حبیب

اور مینہہ آسمان برساوے
بہیگتا اپنے گہر کو وہ جاوے

یہ تو سادے غریب کیا جانین
بولے یہ سادگی سے کیا ہی ضرور
رکہے خالق سلامت آپکی ذات
یہ سخن جو ہین پہنچا اسکے کان
سنتے ہی اسکے یون ہوا مضطر
جسکے منہ کی طرف کرے تہا نگاہ
کیون میان ابر اسقدر چہایا
مضطرب برق سے نہ ہو یون حال
کبہو کہتا تہا یارو تیل جلاو
گاہ کہتا تہا دیکہیو اوپر
گاہ کہتا تہا مہر ہو جو پدید
نہ کہ بولا ہی ایک یون فی الفور
کہا اُن نے یہ سچ ہی میر یجان
لیک پرنالے جب لگے بہنے
کیا برستا ہی یون برس کم بخت
زہے غوب نے رہی اب شرق
لکے ماہی سے اورتا مہتاب
غرض اپنی سی وہ تو کر گذرا
آخر الامر کرکے دلکو کرخت
اُس مزور کو کیونکہ پہنچا نین
بہیگتا جاونگا مین اتنی دور
نہ کہلے گا تو مین رہونگا رات
لگی اسکی ودہین نکلنے جان
اپنے بیگانہ کی رہی نہ خبر
یہی کہتا تہا اُس سے بہر گر آہ
حرف رہنے کا درمیان آیا
بادلون سے جو اسکا تہا احوال
کبہی کہتا تہا شیخ ڈوبہ و باد
آوے ہی آسمان کہین سے نظر
کیسی ہو جاوے اپنے گہر مین عید
کچہہ نظر آے ہی جو کیجی غور
ای مین تیری زبان کے قربان
تب تو جہنجہلا کے یون لگا کہنے
کوہ سے ڈوب جاوین لیکے درخت
چاہیئے ہو تمام عالم غرق
کاش ہو جاوے ایک قطرہ اب
ہو گئی رات اور مینہ نہ کہلا
کہنے لاگا کہ سنگ آمد و سخت

ہو چکا اے حبیب اصول و فروع
پر نہ تھا اور کچھ یہ ذکر و سخن
وقت آیا جب اسکے کھانے کا
لگا کہنے کہ کوئی ہے حاضر
یہ کہا اس سے بہر کے افتاد
... اٹھ کے چلا یہ جب وہاں سے
جا ہو جو کچھ کہ اب تناول کو
انہوں نے اسکے موجب ارشاد
آیا بعد از سماجت بسیار
یہ تو تیار تو نہیں ہے کچھ
تو تو لاتا ہوں آپکی خاطر
بولے یہ کچھ اگر نہیں تیار
اسے تم جا کے جنس منگواو
لگا کہنے وہ کوئی مانے ہے
جبکہ اسکا حساب ہوتا ہے
اور قصاب بھی جو آوے ہے
جب میں کچھ کو نخرے سے کہتا ہوں
بکتے ہیں مجھسے یوں دو بدو
اہل طبخ ہی جب سنو اعداز

گیا مہمان سے اختلاط شروع
وہاں بغیر از حدیث ذرعباً
مرتکب ہو کے اس بہانے کا
بولا اسوقت ڈیوڑھی کا ناظر
محل کے جا ضرور میں رکھوا
لگ گیا کان میں یہ مہمان سے
کہہ دو ہوا کے تم بکاول کو
یعنی بکاول کے تئیں وہاں فریاد
انہوں نے پوچھا کچھ ہے اب تناول
جاؤں ڈھونڈوں اگر کہیں ہے کچھ
ورنہ کہاں مجھے میں ہوں حاضر
دیکھو ہووےگا مودی سرکار
واسطے میری کچھ تو دیکھو اد
آپ ہی بھڑوا خاک چھانتے ہے
جان کو وہ مرنے کی روتا ہے
جہری بعد ا مجھے بتا دے ہے
لو ہو پی پی کے ابار ہتا ہوں
لیجو ترکاری کی جگہ کدو
کترن آقا کے جو تڑدن پر پیاز

سفرہ چین دے ہمیشہ یون گالی
بہڑوا آتا بڑا انکالا ہے
مجکو باورچی یون دہراتے ہین
کیا کہون مین رکاب دار کی بات
نوکری سے نہین کچہہ اسکو حصول
لیکن اُسکے بہی حق بجانب ہی
اسّے ملتا ہی کرنے کو نوکار
نان باکو جو دیکہہ کے نظر
ٹکی مشرق کی گہر لگاونکا
کل کبابی گیا جو گہر کو دوست
پوچہا اسے یہ مینی کر کے نگاہ
کیا بتاون مین تجکو میرے پوت
کیا کہون تجہسے مین غرض اے یار
کبہو حاصل نہین ہوا ایکدام
کوی شاعر جو یہان گذرتا ہی
کون جانے ہے کہ آپ کیسے ہین
پیرا انکا گر آوے وقت طعام
نہین ممکن کہ اسے بہی یہ دین
یوہین اُٹہہ جاوے اوسکو دی ٹکّا
کام ہو سکے کا ان اُنکے مطبخ سے

مونہہ رکہے حکمیہ اور شکم خالی
کلّہ برباد کا بہی یہ سالا ہے
رہ تیری آتش کا پکالے ہین
اسکی گذرے ہی کسطرح اوقات
کاٹے ہی میری حقیریت گل پہول
گر پکانے کو مانگے وہ کچہہ شی
ورثے کا یہان مرتبہ واچار
مجہہ سے کہتا ہی یون وہ گیدی خر
اور بیٹہین ترا انکا کون گا
پیار کا اسکے ہات مین تہا پوست
کیا ہی یہ بولا یون وہ بہر کر آہ
نادہندونکی بیٹی کیا ہی چہت
دیکہے خدمت کیا ہی مجکو خار
مفت رسوا ہون نزد خاص و عام
ہجو میری ہی وہ بہی کرتا ہی
جی میرا جانتا ہی جیسے ہمین
جاے لقمے کہا دے وہ دشنام
جز فریب اسکو ایک ٹکڑا دین
مارے نہین چہوٹے ہات سے کتا
نہین ممکن کہ اس سوا نکلے

کہانا کہانے سے ہات یہان دہووے
بسکہ مطبخ مین سردی رہتی ہے
انکے مطبخ مین دود اُٹہے اگر
لگے ہے دینے کوئی اٹہہ کے اذان
ڈالے ہے کوئی اپنے چہپر کاٹ
یہان پکانا ہی تہا نہ جب لا
انکے باورچی خانہ کا احوال
والین ہین سب بہ خاک ماتم سے
سینے دیگون کے مارتے ہین جوش
روز باورچی کرتے ہین فریاد
کیا تیرے بعد گر کے کہاوینگے
دیگ شو کو نہ دیگ سے سروکار
بسکہ مہمان وعدے سے آیا
اس خجالت سے دیگچی نکیہ
دوری سے دیگچون کی ہے یہ حال
کی زمانہ نے لاکہہ ہی تدبیر
[سدا]
شادی پر شادی یہان ہوی ہے
کرے سو عید گنبد گردان
الغرض مطبخ اس گہر اپنے کا
جیسے طوفان نے کیا تہا ظہور

گرمیون بیچ پیٹ بہرتے دوسے
ناک باورچیون کی بہتی ہے
سقے لے دوڑتے ہین مشکین بہر
کوئی دکہلاے کہول کر قرآن
لیکے بہاگے کوئی کہٹولا کہاٹ
خلق ہو جاے ہے تہ و بالا
جو لہے پر گہر کے جب کرین ہین خیال
لکڑی جلتی ہے آتش غم سے
روتے ہین وہاب وہین (منہ سر پیٹ)
کبہی تو کچہ ہمین تو گزارند
جب کسب اپنا بہول جاوینگے
چہتہری دہوتے ہمیشہ جاین کہا
کہانا اُن مین سے جو نہین کہایا
سرنگون ہی پڑے ہین جو یہ ہون پر
سینہ کفگیر کا ہوا غربال
نہ ملا دیگچے سے یہان کفگیر
دستہ ہاون سے پر کبہو نہ ملا
[سے]
نہ ٹلے انکے گہر بجز رمضان
رشک ہے آبدار خانے کا
انکے نانا کے گہر کا تہا وہ تنور

اور کہا کیا مین کہو لون اسکے بہرم
ایک فرزند یہ رکہے ہی اُلاغ
اسنے ایک روز یہ حماقت کی
یہ ضیافت کہ جس مین ہو نرگس
تسپہ یون پیش آیا یہ مردود
چاہتا تہا کرے یہ اسکو عاق
بارے لوگون نے اسکے سمجہایا
پہر اسکی عوض یہ کیون جہنی
یارد مجہسے تو لا ولد بہتر
اسکا دادا بہی گرچہ تہا اباش
جوکہ ی اسکے گہر مین نوکر تہا
پہرتا وہ ٹکڑے مانگتا گہر گہر
اچہے چن چن کے آپ کہاتے تہے
بد اکر گیے تہے اس طرح اجداد
مین تو آپہی کو جانتا تہا فضول
گرڈیے پیسے یہ سب اڑا دیکا
اسکے دادلے کے باپ کا ایکروز
لایا کہچڑی پکا شرا گت سے
انے ایک دو لئے نوالے بڑے
لگے کہنے نہین یہ شرکت نیک
کہتے بہی انکی ہی مجہے تو شرم
سارے گہر کا ہی اسکی چشم و چراغ
اسنا اپنے کی ضیافت کے
یک رکابی طعام و دیگر بس
یاد آیا اسے چہٹی کا دود
اور ماکو بہی اسکی دیوے طلاق
تب یہ جورو کے حق مین فرمایا
کاش یہان مرتا وہان یہ ناشدنی
میرا بیٹا اور اس قدر ابتر
اس سلیقہ سے تہا وہ کرتا معاش
رات کو اسپہ یہ مقرر تہا
لاتا آقا کے پاس جہولی بہر
ٹُرے تنخواہ مین لگاتے تہے
سو یہ بدبخت دے ہی یون برباد
پر یہ مجہسے بہی نکلا نامعقول
اینٹون تک بیچ بیچ کہا دے گا
اشنائے سفر نپٹ دل سوز
دو نو کہانے لگے رفاقت سے
حد مرحوم دو ہین ہو کے کڑے
میرے سو لقمے اور تیرا ایک

تھی بزرگوں کی اپنے تو یہ چال　　کرتے ہیں یہاں ضیافتیں پامال

خوب جو کچھ اٹھا خزینے سے　　لو اتالیق کے مہینے سے

سنا اس گھر کا یار تو نے حال　　مجھسے کھانے کا پھر کبھو سوال

ہین کسیکو جو کھانا پکوا دون　　پیسے کس بھڑوے بیٹی چود سے لون

ایسی ہی بھوک ہے جو میری جان　　بندہ خانہ بھی دور نہیں چندان

تنک قدم رنجہ دہان تک کیجے　　کھانے کو چاہے جو کچھ لیجے

بولے یہ خانہ شما آباد ؛ *　　ہے کرم آپکا تو اس سے زیاد

غرض اس سناتے صبح کو آ　　مجھسے یہ ماجرا تمام کہا ؛

بھیجو یارو اب ایسے عمدہ پر　　لعنت کردکار شام و سحر

چھٹا وزن مفاعیلن مفاعیلن فعولن اور کبھی بجاے فعولن کے مفاعیل بھی ہوتا ہے

جیسے یہ مثنوی سودا کی ہاتی کی ہجو مین لکھی ہے

کیا ہے ہاتی نے گو مجھکو سیہ مست　　تو کر فکر بلند ای ہمت پست ؛ *

قلم سے کہ کہ ہو سرگرم تحریر　　بنے تا صفحہ کاغذ یہ زنجیر ؛ *

قوی ہاتی سے بھی اپنا سخن ہے　　زبان خامہ پر یہاں کجلی بن ہے

اگر ہم پیل معنی کا بناوین　　تو بہتر ہاتیون سے کر دکھاوین

پھر اسکو جو کوئی سمجھے سو جھومے　　قدم آنحضرت سودا کا چومے

یہ دعوے گو کوئی شاعر نمانے　　پر اسکو جو سخندان ہو سو جانے

کہ طرز شاعری انسب یہی ہے　　سخن کا ہے جو کچھ فن سب یہی ہے

کہو ہمہ پیل معنی کے جو اوقات　　تو شیخی ہے کہ چھوٹا منہ بڑی بات

نہی ہے وہ صدا اگر مرے یہان　　جگہ ہے گشت کی فہم سخندان

تو وار دسے اگر وہ چھوٹ جاوے
کوئی شاعر ہی اسکے مادہ لاوے

دبلے ہی اس سے جو کوئی موج جم
کہ اسکی طبع کو انجس کرے وہم

بناہے پاک طینت اعتقاد وہ
قدم ہرگز نہ کبھے خاک پر وہ

سبک چلنا کوئی کیا اسکا بتلاۓ
جہان تک بھیجو کاغذ پر چلا جاۓ

کرین ہین آفرین اسپر سو کیا ہے
وہ گویا اسکی او از دراہے

نہ لگوا وے کبھی مشک پہ سیندور
بہت اسکی بزرگی سے ہے مدور

ہوا کیا گر نہین کرتا وہ تزئین
اسے کہتے ہین اہل طبع رنگین

نہووے قد و قامت مین وہ موجود
بلندی عرش سے پر اسکی افزود

بہلا اس شان کا ہاتہی کہین ہے
کہ جسپر ہر کوئی ایسا تعین ہے

بہادت دل ہے نالہ بہالہ بردار
ہے جرخی پیچش آہ شرربار

نہ کچھ ہووے کبہو نے کچھ وہ کہاوے
نظر بہی اس نزر کی پر نہ اوے

کوئی ہاتہی کی ہوتی ہے یہ اوقات
نہین دم مارنیکی اسجگہ بات

غرض ہاتہی خدا دیوے تو ایسا
نہ پیل راجہ پربت سنگہ جیسا

مچائی جسکے کہر اپنے نے یہ دہوم
کہ لرزے ہے بڑا لے شام تا روم

کوئی ہاتہی ہے یا آفت دو چند ال
مہاوت کی گرہ آتا کے سر کال

کلاوے کو نہ سمجھو اسکے گلگون
یہ گردن پر ہے اسکی خلق کا خون

کہے کون اسکو بچہ فیل کا ہے
دعا کے روز ٹیکا نیل کا ہے

پڑا خرطوم مین اسوقت زنجیر
پڑے ہی موج پر اپنے یہ بے پیر

جو ہتیاری پر آجاوے وہ خونخوار
ہزارون تیر بے مارین بہالہ بردار

چہٹین گرلا کہہ اسپر چرخی او وہ جلد
نچھوٹے وہ جو اس کا فرکی ہے بات

سرون کو یون قدم بچے ہی
چیونٹی کو جسطرح چلنی دلے سے

مہاوت کیا جو پھر اسکو سنبھالے
جو اوین شیخ بھنیارو نڈ ڈالے

جو کوئی دیکھی ہی اوس سو ہان جان کو
تو یہ کہتا ہی مہنہ کر آسمان کو

خداوندا یہ ارہ ہی کہ حنہ حلقوم
یہ ظالم پھیرتا ہی جیسے مظلوم

غرض ہوتی تہی باقی ماندون کی خبر
تبہا نا خدا کو کعبہ و دیر *

ہوی آقا پہ اسکے تنگدستی + *
کیا کرتا ہی اب وہ فاقہ مستی *

لگے ہی رات اب اسکے اسطرح ہاتھ
جو پھاڑے دین کسی تابوت کے ساتھ

بدن پر اب نظر آتی ہی یون کہال
طناب سست سے خیمے کا جون حال

نمودار اسطرح ہر استخوان ہی
گویا ہر پسلی اسکی زد زبان ہی

نہ بیڑی ہی نہ کٹ بندہن نہ لگڑا
رکھے ہی ناتوانی اسکو جکڑا

گرفتار اپنے عضون کا ہی ناپاک
کیا کرتا ہی سر پر روز و شب خاک

ضعیفی نے کی اسکی فربہی گم
گیا ہاتھی نکل اور رہ گئی دم

ہوی یہ ناتوانی اسکے درپے
کہ وہ ڈیل اب دہوین کیسی گرہ ہی

پر اسکے دلین اب بہی یہ غضب ہی
کہ آتش بازی کا ہاتھی وہ اب ہی

تماشا ہو اگر وہ چہوٹ جاوے
کہ گہر کو آگ کس کس کے لگاوے

کہا اسکے مہاوت سے مین ایک روز
اگر آقا کا اپنے ہی تو دلسوز

تو کہ اُسنسے کہ اسکو بیچ ڈالین
عوض کاش اسکے چڑہنیکو گدہا لین

کچھہ ایسے پیل کے رکھنے مین ہی شان
سواری جسکی ہووے خطرہ جان

دیا اسنے جواب ای میری مخدوم
خریداری تو اس کا فرکی معلوم

ڈاہی ملہ فوارہ زشت و ناپاک
کہ بیٹہہ اسکے ملند اور بیٹھے کاوک

جو ہاتھی ہو تو لے کوی خان نواب
بکانے کی نہین اسکے کوی بات
سمجھنا فیل اسے دیوانہ پن ہے
ستون اسکی تکے یہ پاون ہین چار
جو بیٹھے یہ تو اٹھنا ہی ہی دور
اٹم ہی خاک کا یارا کہہ کا ڈہیر
ہلاتا یون ہے یہ کانون کو ہر بار
ہی اتنا جلنیمین بچبڑ یہ بدذات
یہ عالم جلنے مین حشر طوم کا ہی
جو کہئے فیل اسے بہتان ہے یہ
خورسش کے وقت بولے فیل ہوئین
عماری ککی کر جلئے کہین کو
یہ ہی اس مرتبہ بد یمن و منحوس
جسے لاہیٹ بر اسکے بٹھایا
گرڑا جس روز سے یہان اسکا بہناس
مرے یہ آپ یا کوی مار جاوے
غرض تہا جس جگہ یہ ذکر و اذکار
ہوی اس ذکر سے اتسمین یہ تاثیر
ہوا اسکے سمجھنے کے مین در پے
لگے کہنے وہ کر میری طرف رو

ہے بنی چود کی مسجد کی محراب
بصیبون سے مگر اجاے شبرات
کسی مدت کا یہ بام کہن ہے
رہے دو دانت سو آگے ہین اڑوہد
لگین جب تک نہ اسکو راج و فرد وبر
کہین ہین اسکو ہاتھی ہی یہ اندہیر
کہ دہو نکین پنکھون سے لو لونکا انبار
نہین ہاتھی صعوبت کی ہے یہ رات
کہ دست کور مین گویا عصا ہے
عجایب تودہ طوفان ہے یہ
مجھے من بہر ملید اروز دے تیکن
جتاوے فیل مرغ اپنے تئین کو
سنیچر ہوتا ہے جسکے قدم بوس
گویا باروت پر دہر کر اڑایا
کیا حلقے کا سارے ستیاناس
جہان کے سرسے بوجہہ اوربہار جاوے
سنے تہا اسکو وہان ایک مرد ہشیار
کہ اسکا ہو چلا احوال تغیر
کہا اسنے کہ حضرت خرنو ہے
مگر اب تک نہین سمجہا اسے تو

کہ یہ جس بیل کا کرتا ہی مذکور — اسی نی تقسیم کیا کیا اسے منظور
اگر اب عیب ظاہر کیجیے غور — اسی پر اسکی روزی ہی بہر طور
ولے از بسکہ اسکے فعل ہین بد — اسے موہلی اسکے کتنی ہی کد
جو کچھ اس بیل مین اسنے بتایا — سو اپنے نفس ظالم مین ہی پایا
یہ اسکے مرگ کے جتنا ہی در پے — مجھے اتنی ہی اسکی پرورش ہی
جو خوب اپنے تئین دیکھا مین اس دم — تہاوت سے بہی ہمت اپنی ہی کم
تغیر حال کا باعث مری یار — یہ تہا جو کچھ کیا مین تجھ سے اظہار
اگر دریافتی بردی نشست بوس — وگر غافل شدی افسوس افسوس

ساتوان وزن فاعلاتن فعلاتن فعلن چنانچہ یہ شعر * + + + + + + + +

عشق کرتا ہی زبس دل مین اثر — عقل کرتی ہی طبیعت سے سفر

اور اساتذہ نے سوا ان بحور کے اور بحرون مین بہی مثنوی کہی ہی چنانچہ سودا کی مثنوی مرزا رفیع کی ہجو مین جس مین باز اور بقال کی تمثیل ہی وہ اس وزن پر ہی
مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن

یار وصدا ایک دوسرا برحق ہی — صورت لوح و قلم جسکے لئے خلق کی
راست ہی تک بولیو انکی ہی سوگند ہی — آج زبان ہی کہلی کل کے تئین بند ہی
سننے سمجھنے کو بات حق نے دیا گوش کو — حق یہ طرف جسکے ہو آج نہ ہیو خموش
مرد کو سچ بولنا جزو ہی ایمان کا — جہوٹ کرے ہی عدم دین مسلمان کا
وارد احمد نگر ایک ہین مرد عزیز — فہم ہین سرتاقدم اور سراپا تمیز
شعر پہ ہر ایک کے کرتا ہی وہ اعتراض — جامی کے دیوان سے خوب جانتی ہی اپنی بیاض
حضرت سودا تلک جو بری استاد ہین — شعر یہ انکی ہی اب انکے یہ ایراد ہین
شعر وہ انکا سنا جا کے انہون نے کہین — شیخ برہمن کو ہی حسین کو نسبت جبین

اپنی سخن فہمی کی کہتے ہین وہ ہو لے گرم
اسکا سخن پوچ ہی آپ ہی وہ پوچ تر
سنئے غرض مین یہ بات بولون ہیون ان
منکری زبانی انہین ہین جو یہ قران خوان
آے وہ قرآن کے کیون ڈھونڈی والو ہوتم
دونون پر اطلاق دین اور دی قرآن ہی
شیخ ہی سے سمجھے ہو دین کی نسبت فقط
دین اگر ہووے ایک جمع نہ ادیان ہو
لکا عرض اعتراض دیکھو تو معقول ہی
شعر کی انکے سند دیکھئین جنکا کلام
اس جگہ ای منصفو یہ تو سوال و جواب
سنکی دقیقہ جانو حق ہی اب اسکا گواہ
انکو یہ لازم تھا آن کر اس شہر مین
پھرتے کسو ساتھ یہ اسنے ہی مارے سیخ
حد سے یہ اپنی بڑی باون جو رکھین القصہ
اسنے لئے صاحب جا کے یہ انسے ہتے
ہوتے ہین وہ ہی پڑے جنکو بڑا حق کری
بی زلیخا اگر اس لئے لاے ہین یہان
حسن معانی کا یہ دیکھ کے اسکی لب ط
اور زلیخا ہو وہ خلق مین مشہور ہی

دین تو ہی شیخ کو اور برہمن کو دہرم
شاعری اور شعر سے کچھہ نہین رکھنا جلو
کہو لکے تک گوش فہم سنئین یہ احباب سب
پوچھے تو اتنا کوئی تم مین سے ای مہربان
کافرون کو ہی خطاب جسمین لکم دینکم
خواہ برہمن کوئی خواہ مسلمان ہی
اپنی زلیخا ہی پر کیسے ہو پر جو غلط
وہ ہی نہ سمجھی اسے ایسا جو انسان ہو
بات جو معروف ہی اسپہ وہ مجہول ہی
اپنی سخن فہمی پر لعنت کرین وہ مدام
آگے نہین دیکھو ہوتے ہین کیا کیا خراب
ہے اگر اس امر مین ذرہ بھر ایسا گناہ
انکین تو اس شخص سے طاق ہی جو دہر مین
انکو ہی گنتا کوئی پانچ سوارون کے بیچ
سخن یہ شعر انکے پر کرنے پہرین گہر بہ گہر
تا سمجھے جانے لوگ انسے یہ شاعر ہے
ای کہے سے پر آپ کو احمق کرے
شاعرون کے رو بر کو اسپہ کرین امتحان
اسکے بموجب کرین شاعرون سے اختلاط
فہم شعور انکے سے سو تو بہت دور ہی

ہو وے جسے تم مین سے مولوی کی کا درد
لینے مین حقرت مین لبے پر ہر ایک سے
شاعرون مین ہند کے مین گیا ایران تلک
فارسی مین کون اب یہان میرا ہم چشم ہے
پر حرامون کا سخن بوجھے ہے گوش فہیم
بد خراسان کیا گو کہ وہ کے گو جائین
پوچ زبان آئی ہے شعر تو سرزد ہوا
شعر تو بے ربط و پوچ کہنے سے اب شوق ہے
شعر مین ساقی جو ہین وہ تو تخلص کو لائین
اسپہ مجھے ایک نقل برمحل آئی ہے یاد
بنئے کی دیوالی ہند ایک قرضدار تھا
پیسے ٹکے پر کہین اسکو تہی دست رس
الو نصیبون سے ایک ہات اسے لگ گیا
باندھے اسے باز کی سر کو تہائی کلاہ
اور کیا لیٹے ہت بنیے کے عمدہ گذار
ہنسکے لگا پوچھنے کی ہے جی یہ جانور
خوش ہو تب اُنے کہا سب اسے کہتے ہین باز
شاہ امیر و وزیر کھیلے ہین اس سے شکار
سنکے کہا بنیے نے مرگ ہے یہ اپنے بہلو
انے کہا شاہ جی تمسے مجھے جھوٹ بول

بوجھے پٹھون سے وہ آن ہے زلیخا کہ مرد
مجھسا زبان دان ہے کون پوچھو دکیہ سے
سیکھی زبان وان کی بھی جاکے خراسان تلک
ریختہ کہنا تو کیا آگے میری لشم ہے
خندہ زنان بولے ہے وہ کہ خدا ہے علیم
جیسے وہ ادہر سے جائین جیسے وہ ادہر سے آئین
کاتب بیچارہ بعنت لعن کا مورد ہوا
اسپہ انہین حق مین شعر سے یہ حق ہے
بریہ تخلص بغیر نام نہ اپنا جتائین
جو ہو سخن فہم دیے منزل سخن کی وہ داد
اسکے ادا کرنے سے سخت وہ ناچار تھا
سود مین اور مول مین اسکے رہا تھا وہ ہنس
سوچ کے لین کہا بنیے کو دیجے دعا
ہات پر رکھکر چلا کہتا ہوا واہ واہ
دیکھکے الو لیا بنیے نے اسکو پکار
بڑا کھا ہمسے کہو لیجیے اسکو کید ہر
جسپہ کرم ہوا سے بخشئے اسے بے نیاز
قیمت و قدر اسکی ہے سینکڑون سے تا ہزار
سانچ لو پر کھا باج اسی کا ہے تاؤن
فائدہ کیا ہووےگا جھوٹ سے کچھ ہو دو بول

پھر وہ لگا پوچھنے کہ تو یہ جیسی بحث کیا
بنئے نے اس سے غرض باتین یہ تحقیق کر
سانچ بتا دے مجھے باج کا کیا بھاو ہی
مول جو کچھ باز کا ہووے ہی سب سے کہا
مول سن اسکا غرض برد کہا یہ بنی
کرنے لگا جورو سے رات کو یہ مصلحت
پیسے میرے کرج ہین ایک سپاہی کے پاس
باج بڑا ہی سا ایک دیکھا مین اسکنے
بولی بنی یہ سن او تجھے کھیر ہے
سنکے کہا بنیے نے کی کہی تین نے بات
بولی جو یہ سانچ ہی لا کے اسے تین سویر
جورو نے جب یون کہا بنیے نے تب صبح دم
آکے سپاہی کے گھر بولا کہ مرجاجی او
سنکے سپاہی نے یہ کہنے لگا چل پرے
باز بکے گا تو مین تجھسے کرونگا حساب
بنیے نے سنکر کہا کرج مین کچھ بیر ہی
سیلے تہے مرجاجی تم ہمسے کرج لینے مین
ہو جو چکوتا میرا باج ہی کے بکنے پر
سنکے سپاہی یہ بات دل مین بہت خوش ہوا
کہہ کے تو کہ اپنا تو دیکھ لیو لگا یہ باز مول

لینے لگا دو دہ بہات کچھ نہ اور اسکے سو
مول لگا پوچھنے باز کا وہ گھر بگھر
ایک کھیر دیا کو اسکا گہنا چاو ہی
بنیے نے دلمین رکھا وہ جو کسی سے سنا
باز کے لینے کی بات بنیے کے دلمین ٹھنی
سنتی ہی پڑبہاوتی اسمین ہی لیا بیری میت
اس سے نگد ملنے کی مجکو نہین ہے اب آس
اسکو کھریدون ہون مین کال کو جو دے بے
اسکو رسوئی پاس اسے ہمین بیر ہا
ناتھہ ری پڑبہاوتی رام کسون دودہ بہات
ٹھور رہے لینے کو نسونچ جون بے تین بیج گیر
داب بغل مین بہی کان پر رکھہ کر قلم
کر کے حساب آج تم لینے کو میرے چکاو
پیسے کہین آج یہان تیرے لئے ہین دھرے
مفلسون کو مت بکا خیر سے گھر جا شتاب
کھیر جو بتلاو ہو آج تمہین کھیر ہی
ستے ہوئے جاتے ہو کا ہیکو اب دیتے بلی
باج ہی کو دو مجھے سانچ سا کچھ بہاو ہی
لیک بغل پر یہ بات تند ہو اسے کہا
یہ سہی ہوا تیل لون لے ہی جسے تول تو ا

بول اٹھا بنیا سن پڑھا کی کہی

بنیے کی یہ بات سن بولا سپاہی منزم

بنیے نے دکھلای تب کھول کے سکو ہی

سول کیا پانچ سو اسکے ہوی قبل و قال

الو ہوا لے کیا پالون مین میزان کے تول

دیکے سپاہی دغا بنیے کو چلتا رہا

دیکھ تو پڑھا وے پڑھکا کے باج ہی

دیکھ کے اسنے کہا او تجہے ہی ملوم

نام نہین لیتے ہین پر تہی مین اسکا سویر

اڑ گیے جو باز یہ سنتے ہی اسکے جو اس

سر کو وہ اور توند کو بٹیا بو نہیا جو دہان

سر کے اوپر خاک تب گلیو ںکی کرتا ہوا

کہنے لگا ہای وہ کیا یہ دگا دیگیا

سوچ کے بنیے نے پہر دلمین کیا خیال

پاس میرے ہو نیکے بات جو سکی چلے

کہونٹے پر الو کو باندہ بیٹھے تہا دوکان پر

بوجہے تہا جس سو دیکو جو کوی ہی تیر یہان

سانچ بتا میری باپ لینے یہ یہ تو بہی ہی

یہان غرض اس نقل سے ہی یہی اپنا مال

جاہا تہا اس عطا پر باز معانی کو لیوے

گو ہنچ کسیکو دے کوی عجب سنشر ہی

قرض جو تجہہ سو نیر اکہہ جو تیرے آوے دہرم

دو سو روپے اسکے نام اسمین ہین لکہے سہی

جنک جگے جب تین سو جہگڑا بکا کر انفصال

قرض کے دو سو کا سو کی جڑی اور دو مول

بنیے لا کر اسے جو دے ہنس ہنس کہا

رام جی کے بہجل سے آج ہمین راج ہی

یہ تو جتا دو رہی وہ ترک کہین جسکو بوم

کہو یا گرچ سب تعہ نین نگد رہو نکا ڈیبیر

جا ہا کہ اب پہیر دو ن جاکے سب ہی پاس

نام نہ اسکا سنا اور نہ دیکہا نشان

آیا بنیے کے پاس رو رو کے مرتا ہوا

سو نگد اور دو کی جنس گہر سے لی بہت گیا

کیون ہین اسے بیچے بات کو شہر مین ڈال

اور بہی شاید کوی مجہسا ہی احمق ملے

صبح لے تا بشام شام سے لے تا سحر

لاوے تہا بنیا و نہین تب یہ سخن بر زبان

سب ہی دیا رام کا یہ بہی ہی الو بہی ہی

سو جب اسی نقل کے سنو انہین یہ حال

ملک بملک آنکر اور اسے شہرہ دین

مل گیا و لبا ہی یک تکو فرو شندہ اور
سوزن کو رپسے لے دیدۂ دل کو سیاہ
باز کی جا بوم بازہ چاہتے ہین شہرہ پائین
باز کا جب بنئے کو الو سے بتا دیا
دلین اب انکے یہی فکر ہی لیل و نہار
وار و اسی شہر مین لبتے ہین ایک مہربان
بیٹھے یہ رہتے ہین دہن صبح سے لی شام تک
ادویہ مین سے جو کوئی مالک دوکان سے تہی
ہو نسلے شاعر اور شہر بیہ یہ دل دیا
تہی جو بنئے مین عقل اتنی بہی انمین نہین
اب ہی ایک اور شعر حضرت استاد کا
سنکے انہو نے پسند اسکا جو مضمون کیا
تمنے جہان والکی بند قبا اپنے جان
سو یہ میان فدوی نے کان کو لی کلی توڑ
کہتے ہین اب ہر طرف بزم مین منہ پہیر پہیر
پہول دیئے ناز سے تمنی جو دو چشم جان
بات تو یہ ہی وہی سمجھو تو ای صاحبو
سرقہ سو اسمین ہی ایک قباحت یہ اور
باغ مین بیٹھا رہی انہین منڈے اٹھہ پہر
کان کو نسبت صدا گلسے جلی ای ہی

فہم فراست کا جب بوجھہ لیا انکا طور
باز معانی بتا لا انہین الو دیا
نام جو پوچھو فقط تو یہ تخلص بتائین
حمق انہین حق نے یون بخشی عری کی جا دیا
اسکے تئین بینچ کر اپنے لیے لون وقار
کہتے ہن عطاری کی رسمہ کے اوپر دکان
لگتی ہی اشعار کی چاپ پہر انکو کمک
پوچہی تو یہ دین جواب وہ بہی ہی فدوی ہی
اپنا تخلص نذان بنئے کا الو کیا
بوم جو ہی اسکو باز سمجہی ہین یہ اب رتین
جو قسم فہم سے خلق نے دلین لکہا گیا
مین نے تب اس بحر مین یون سے اموزون کیا
جا کے صبا نے باغ کہول دے کلکی کان چھوڑ
جلد لیسے دہن گرم گرم انکہہ دی نرگس کی
شعر تہا وہ سیر بہر یون کیا مین دیر سیر
کہو لے صبا نے یہ سن غنچہ نرگس کے کان
گوش تنگ انکے جا گو کہ اب اس وضع سو
کون سے معشوق کا زیر فلک ہی یہ طور
کہول دے ہنگام ناز کر نیکو نرگس یہ تہر
صورت نرگس مدام انکہہ کی بتلاے ہی

شاعروں کی بات کا دیوے جواب ایسی جگہ
شاعری کی اپنی جو اُڑ کو نسے کہوائے ناک

ناک کا اور کان کا ان سے ہوا توڑ جوڑ
جوڑنے پر ناک کے جان بدوں ہو نہیں ہوڑ

ناک کہوی فہم کی اب یہ جو ایسا ہوان
چاہیئے نرگس کی طرح آگے انہیں کان پکڑ

کانپیں نہ گل ہول یوں شاعر ہمیں نیئے سند
شاعروں کے حق کے بیچ پہر نہ کہیں نیک و بد

بس چل اب آگے نہ کچھ کہہ انہیں سودا خموش
کیجیئے اُس سے سخن ہووے جسے عقل و ہوش

کرنے پہ گر منفعل انکے ہو تیرا خیال
سو تو غلط ہے کبھو انکو نہو انفعال

اور میر کی مثنوی اپنے حال میں اسی وزن پر ہے فعلن فعلن فعلن فعلن اور بعض شعر میں سبب

زحافت کے بیچ فعولن بجائے فعلن فعلن کے مصرع اول بھی ست ہے

ضبط کروں میں کب تک آہ
چل اے خامہ بسم اللہ

اب رنگ دل کا راز نہانی
ثبت جریدہ میری زبانی

یعنی میر ایک خستۂ غم تھا
سر تا پا اندوہ و الم تھا

آنکھ لڑی اسکی ایک جاگہ
بیخود ہو گئی جان آگہ

صبر نے چاہی دل سے رخصت
تاب نے ڈھونڈی اکدم فرقت

تاب و توانِ شکیب و تحمل
رحلت اُسسے ہو گئی ہے بالکل

سینہ فگاری سامنے آئی
بے تابی نے طاقت پائی

اختلاف زبان کا ان اشعار میں وا اتفاق فن عروض پر ظاہر ہے اور معلوم کیا جا[سے]
کہ شعر میں نون توان کا غنہ اور واو عاطفہ مفتوح اور شین معجمہ شکیب کا واو سے ملکر

ساکن ہو کر فعولن کے وزن پر ہو گیا جیسے مثنوی کی جرأت

میر حسن کو صبا بعد از سلام
دے ذرا آپ نے بھجوائے وہ

جرأت عاصی کا یہ دیجو پیام
مینے بے صرفہ قصور آب پائے وہ

اسکے بانیسے ہوا حاصل سرور — پر کہوں کیا اپنے طالع کا قصور
وہ روپے جو آپ نے مجکو دیے — اور میرے آدمی نے گن لیے
طرفہ ان کا ماجرا ہی مہربان — ایک انمیں سے نہیں بہتا ہی یہان
بھیجتا جب ہون انہیں بازار مین — گفتگو ہوتے ہی یہ دو چار مین
کوئی کہتا ہی یہ ہی ارزیر بند — سب سمجھتے ہی کوئی اور کوئی جب
کوئی کہتا ہی کہانسے تمنے پاے — کوئی سمجھے ہی ارسطو کے بناے
رنگ پہروں دیکھہ رہتا ہی کوئی — اشرفی کے بہول کہتا ہی کوئی
بھیجدون یا طاق نسیان پر دہرون — عقل حیران ہی میری مین کیا کرون
ہان مگر ہووے دعا یہ مستجاب — ہو میان کوکے گہر لڑکا شتاب
آئین یہ اس طفل کے مشکل کا م — مجھسے تم خوش ہو زیادہ والسلام

بیان ترجیع بند کا

لغت مین ترجیع بمعنی الٹے اور پہیرنے کے ہی اور اصطلاح مین وہ چند شعر ہین کہ خانہ بخانہ ہووین اور ہر خانہ ایک غزل کے برابر ہو قافیہ اس خانہ کا بعینہ مانند قافیہ غزل کے یعنے مطلع کے دونو مصرع اور باقی ابیات کے بہی مصرع ہم قافیہ ہون اور قافیہ ایک خانہ کا دوسرے خانہ کے قافیہ سے مخالف ہون اور تمام ہونے بعد ایک اجنبی بیت لاوین اور چاہئی کہ وہ بیت اجنبی باعتبار معنے کے پہلی بیتون سے ربط رکہتی ہو پس اگر بند کی بیت بار بار بعینہ مکرر ہو اسکو ترجیع بند کہتے ہین اور اگر مختلف ہو تو ترکیب بند اور ترکیب بند دو طرح ہی ایک یہ کہ بند کی ہر بیت کا قافیہ علیحدہ ہو چنانچہ اگر جمع ہووین مثنوی ہوجاوے اور دوسری یہ کہ سب بیتین ایک قافیہ پر ہون چنانچہ اگر جمع ہون سب ملکر ایک غزل ہوجاوین

مثال ترجیع بند کی

ساقی مئی سرخ رائگان ہے — خم بہر لے کہ چشم خون چکان ہے
لبریز ہوا ہے کاسۂ عمر — کیا خوف دور بلای ناگہان ہے
جام مے عشق سے چھکا دون — یہ زہرہ گزند نوشجان ہے
یکبارگی آ گئی خرابی — بد مستی شوق سرگران ہے
اٹھی بھی نہ تھے کہ گر پڑے ہم — کیا لغزش پا زبان ہے
کس پردہ نشین نے تیز دیکھا — اس جوش پہ راز دل نہان ہے
یون غور سے پند گو کی باتین — سننے کا سبب عیان ہے
یعنی وہ ہمہ نظر گروہ ہین — جس بات مین جان کا زیان ہے
جب آ گئے مین جو پوچھا آہ — کب حرف یہ لائق بیان ہے
ای ہمدم جان تو از تجھ سے — کیا دل کی کہون مین دل کہان ہے

آن شوخ بتان ربود از من
کوئی کہ دل نبود از من *

بے ہوش مجھے سلا گیا دل — ہے اس سے بھی زیادہ بے وفا دل
دلدار کے کھینچے پڑے ناز — افسوس کہ میرے پاس تھا دل
یہ دشمن جان تمہین مبارک — یعنی نہین ہے یہ کام کا دل
کیون وعدے دلربا بتاتا — کل ادہر آپ ہی ہوا دل
دیتا ہون دم ایسے فتنہ گر پر — انصاف سے دیکھتا مرا دل
اس چشم نے کر دیا خراب آہ — تھا ورنہ بہت ہی پارسا دل
کیسی مری جان پر بنا ہے — اللہ بگڑ گیا ہے کیا دل
گھونٹے ہے گلیکو کوئی ہمدم — کیا بات کرون کہ ہے خفا دل

ای محرم رازیہ کہون مین	کیس آفت جان سے لیا دل
ای مونس غمگسار ہردم	کیا پوچھے ہی کیونکہ لے ایا دل

ان شوخ چنان ربود دل زمن
گویی کہ دلم نبود از من

پردہ مین ہی رنگ ماہ میرا	کیونکر نہو دن سیاہ میرا
کیا مرنیکے بعد پاؤن پھیلائے	ہی مقبرہ خوابگاہ میرا
بس آپ مین آو تم کہ شاید	ہو دل مین گذر گاہ میرا
بس سد سکندری کو توڑ	آئینہ ہی سنگ راہ میرا
مین کشتہ شہید بے دیت ہون	ہی شوق ستم گواہ میرا
دیکھا تو نے کہ رنگ [illegible]	وہ شوخ فسون نگاہ میرا
ای دوستو ہات چلائیو [illegible]	قابو ہی نہین دل آہ میرا
مرنا نہین اختیار کی بات	جو جرم ہی عذر خواہ میرا
ای چارہ گر اب تو پہنک تیر	ہی حال بہت تباہ میرا
تا صبح انصاف تو ہی کر یار	دل دینے مین کیا گناہ میرا

ان شوخ چنان ربود دل زمن
گویی کہ دلم نبود ز من

جلون سے ہی حسن کیا نمودار	یون چھاتے ہین صفائی رخسار
یہان بخت وہان ہی خواب مین پاؤن	یہان چشم وہان نصیب بیدار
آئینہ حجاب سے نہ دیکھا	کیا جانے وہ کیون ہی صبر دشوار
مین مرگ وصال سے بھی خوش ہون	دل جان سے کسقدر ہی بیزار

[illegible] بیدل
[illegible] شور تھا ہی اغیار

دیوانہ ہہین کہ حال ار اون
عاشق کو ہی سر سے کیا سرکار

خون ٹپکے ہی اسکی تیغ سے کیون
کیا تیری قرہ ہی چشم خونبار

غم کہا نہین کیا مزہ اٹھایا
کہتا ہی وہ شوخ مجکو غمخوار

ای حسرت پابوس قاتل
یہان کام مین ہی زبان زنہار

دل لیگئی اسکی چیرہ دستی
منہہ دیکہہ کے رہ گیا مین ناچار

انشوخ جہان ربود ازمن
گوئی کہ دلم نبود ازمن

درد طلب و غم جدائی
دل جانے ہی کیا مصیبت آئی

دیکھا نہ گئی وہ دل کے ہمراہ
ظاہر ہوئی جان کی بیوفائی

دی چرخ نے کسطرح کی ہمکو
آسودگی و شکستہ پائی

پروانہ فدائے گل ہی شاید
دیکھا تیرا پنجہ حنائی

ای آہ ذرا تا دے رسیدہ
ہی چرخ مین سخت کج ادائی

ای پردہ نشین وہی ہی سودا
پہر شکل اگر نظر [illegible] آئی

[illegible]
[illegible] ہو [illegible] کہائی

ہون خاک در اسکا جب فلک نے
گردن میری سامنے جہکائی

ای یاس وصال سنگدل ہی
بیفائدہ زور آزمائی

امید نہین رہی کہ دل کے
ایسی سے ہو کسطرح رہائی

آن شوخ جہان ربود ازمن
گوئی کہ دلم نبود ازمن

اس در پہ جبین غبار ہوتا
شکر دم شعلہ بار ہوتا

اس نہو دکسل سے خود بگڑتے
گر عمر کا اعتبار ہوتا

بیکار نہون یہ ڈر ہی ای کاش
ناکام مآل کار ہوتا

دن پہرتے اگر کبہی ہمارے بہی
کیا گردش روزگار ہوتا

کہتا ہی کہ چہوڑ اسکو جس کی
دشمن سا ہی جان نثار ہوتا

یہ بات زبان سے لب نکلتی
ناصح جو تو دوستدار ہوتا

جنت پہ ہمارے ہی نہ ابدا ای کاش
اس کو مین کبہی گذار ہوتا

اس غیرت حور کو بلاؤ
واعظ نہین شرمسار ہوتا

ای ہند شعار ہوش مین آ
کوئی بہی ہی آپ خوار ہوتا

ہم کاہیکو دل کو جانے دیتے
اپنا اگر اختیار ہوتا

انشوخ جہان ربود از من
گوئی کہ دلم نبود از من

طالع مین نہین طرب وری بہی
منحوس ہین زہرہ مشتری بہی

ای مہر لقا ہی جلوہ لازم
انسان نہین ورنہ پردری بہی

ہوتا نہین ہی مجہسے چہپانا
عاشق تیری جو ہی زبون ہی

بیدادگری سپہر کو تہی
کیا فتنہ ہی چرخ چنبری بہی

یہ آئینہ کی ہی مہربانی
اب محو ہوئی سخنوری بہی

کیا مشک بہرا ہی زخم دل مین
غش ہو گئی زلف عنبری بہی

تو چہوڑ دے تو بہی مین نہ چہوڑون
صیاد ہی دام بے پری بہی

ہان کیون نہ کفن ہو پارہ پا
وہان نازسے ہی قبا دری بہی

ذرات اگر ہی ہی رونا | یہ جا نگاہ آب عنصری ہی
ہم آج تلک نہ جانتے تہے | ہی ایک ستم یہ دلبری ہی

آن شوخ جہان ربود از من
گوی کہ دلم نبود از من

کنک سیون پارہ پارہ دلکو | رخصت ہی شکیب جا خجل کو
اس نگہ ہن نے کیا کہا کیون | چپ لگ گئی ناصح خجل کو
تہا ضعف بہی طاقت امارت | توڑا کسے جان مضمحل کو
مارا تیرے ناز دمبدم نے | کیا [illegible] گئی جان مضمحل کو
گل رو ہے وہ لالہ رو بنا | تشبیہ ہی داغ [illegible] کو
کیا یاس نے مونہہ مجہے دکہایا | رحمت ہی امید منفعل کو
آے ہین سرشک کلفت آلود | تعمیر مکان کی آب و گل کو
ہی خواب عدم گمان کیا ہی | بالش گر اسکے [illegible] کو
ہی جوش ہوس بہت نکالوں | گر آب کہین تو اس خجل کو
ای ہمدم جان نواز دلجو | بیدل تہون کسطرح کہ دل کو

انشوخ جہان ربود از من
گوئی کہ دلم نبود از من

الله رے دلکی ہرزہ تازی | مین اور محبت مجازی
ہندی صنم آفت جہانین | سوگند بمہر حجازی
ہر سینہ آے مہرہ دل | یکہین تو فلک کی حقہ بازی
[illegible] جان پہ زخم نشتر | ای نغمہ یاس دلنوازی

جولان سے ہی اسکو قصد پامال
ای خاک تو نوید سرفرازی

اس چشم کا محو ہوں شب و روز
دیکھو تو میری [illegible] سازی

امید وصال بھی نہیں یہاں
ہی تمسے زیادہ بے نیازی

طول عمل وصال کیا ہو
کم ہی شب ہجر کی درازی

سینہ مین ایک آگ لگ رہی ہی
بہائی کیسی میری جانگدازی

مجبور وہ ہی دل کا جانا
اللہ رے اسکی ترکتازی

ان شوخ جہان ربود از من
گوی کہ دلم نبود از من

پوچھی ہی خبر مریض غم کے
کیا بات ہی اس مسیح دم کی

بجلی تیری شوخیون کے آگے
ای آہ شرر فشان تہ چمکی

بن جان شکنی کا غم تہ کہانا
یاد آگئی ہی تیری قسم کی

جسوقت وہ یہان سے گھر سدہارے
جان لے دہین راہ لی عدم کی

ای اہل عزا وہ سر پہ ڈالو
جو خاک ہی یار کے قدم کی

نالہ فلک تہم سے گذرا
کچھ حد نہی میری الم کی

وہ کوچہ ہی اشک خون سے گلزار
رونق ہی یہ ساری اپنی دم کی

لون کیون تہ بلائین آہ بے جان
تصویر ہی زلف کے خم بخم کی

دامن پہ تمہاری جم رہی ہی
ہو خاک نہ میری چشم نم کی

ہی روز جزا کے انہین دن
اب کون دے داد اس ستم کی

ان شوخ جہان ربود از من
گوی کہ دلم نبود از من